ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد ۱۰ | جمعۃ المبارک ۲۱ ؍فروری ۲۰۰۳ء | شمارہ ۸

۱۹؍ذوالحجہ ۱۴۲۳ ہجری قمری ۲۱؍تبلیغ ۱۳۸۲ ہجری شمسی

شرائط بیعت

حضرت جریر بن عبد اللہؓ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے میری بیعت اس بات پر لی کہ میں نماز قائم کروں گا۔ زکوٰۃ دوں گا اور ہر مومن کا خیر خواہ رہوں گا۔

(صحیح بخاری کتاب الزکوۃ باب البیعۃ علی ایتاء الزکوۃ)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

اگر خدائے تعالیٰ سے سچے تعلق حقیقی ارتباط قائم کرنا چاہتے ہو تو نماز پر کاربند ہو جاؤ۔ تمہاری روح کے ارادے اور جذبے سب کے سب ہمہ تن نماز ہو جائیں۔

’’اور پھر میں اصل ذکر کی طرف رجوع کر کے کہتا ہوں کہ نماز کی لذّت اور سرور اُسے حاصل نہیں ہو سکتا۔ مدار اسی بات پر ہے کہ جب تک بُرے ارادے، ناپاک اور گندے منصوبے بھسم نہ ہوں انانیت اور شیخی دور ہو کر نیستی اور فروتنی نہ آئے خدا کا سچا بندہ نہیں کہلا سکتا۔ عبودیت کاملہ کے سکھانے کے لئے بہترین معلّم اور افضل ترین ذریعہ نماز ہی ہے۔ میں تمہیں پھر بتلاتا ہوں کہ اگر خدائے تعالیٰ سے سچا تعلق، حقیقی ارتباط قائم کرنا چاہتے ہو تو نماز پر کاربند ہو جاؤ اور ایسے کاربند نہ ہو کہ نہ تمہارا جسم نہ تمہاری زبان، بلکہ تمہاری روح کے ارادے اور جذبے سب کے سب ہمہ تن نماز ہو جائیں۔

عصمتِ انبیاء کا یہی راز ہے۔ یعنی نبی کیوں معصوم ہوتے ہیں؟ تو اس کا یہی جواب ہے کہ وہ استغراقِ محبتِ الٰہی کے باعث معصوم ہوتے ہیں۔ مجھے حیرت ہوتی ہے جب ان قوموں کو دیکھتا ہوں جو شرک میں مبتلا ہیں جیسے ہندو جو قسم قسم کے اصنام کی پرستش کرتے ہیں یہانتک کہ انہوں نے عورت اور مرد کے اعضاء مخصوصہ تک کی پرستش بھی جائز کر رکھی ہے اور ایسا ہی وہ لوگ جو ایک انسانی لاش یعنی یسوع مسیح کی پرستش کرتے ہیں۔ اس قسم کے لوگ مختلف صورتوں سے حصولِ نجات یا مکتی کے قائل ہیں۔ مثلاً اوّل الذکر یعنی ہندو گنگا اشنان اور تیرتھ یاترا اور ایسے ایسے کفاروں سے گناہ سے موکش چاہتے ہیں اور عیسیٰ پرست عیسائی مسیح کے خون کو اپنے گناہوں کا فدیہ قرار دیتے ہیں۔ مگر میں کہتا ہوں کہ جب تک نفس گناہ موجود ہے وہ بیرونی صفائی اور خارجی معتقدات سے راحت یا اطمینان کا ذریعہ کیونکر پا سکتے ہیں۔ جب تک اندر کی صفائی اور باطنی تطہیر نہیں ہوتی ناممکن ہے کہ انسان سچی پاکیزگی طہارت جو انسان کو نجات سے ملتی ہے پا سکے۔ ہاں اس سے ایک سبق لو۔ جس طرح پر دیکھو بدن کی میل اور بدبو بدوں صفائی کے دور نہیں ہو سکتی اور جسم کو ان آنے والے خطرناک امراض سے بچا نہیں سکتی اسی طرح پر رُوحانی کدورت اور میل جو دل پر ناپاکیوں اور قسم قسم کی بے باکیوں سے جم جاتی ہے دور نہیں ہو سکتی جب تک توبہ کا مصفّا اور پاک پانی نہ دھوڈالے۔ جسمانی سلسلہ میں ایک فلسفہ جس طرح پر موجود ہے اسی طرح پر روحانی سلسلہ میں ایک فلسفہ رکھا ہوا ہے۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو اس پر غور کرتے ہیں اور سوچتے ہیں۔

میں اس مقام پر یہ بات بھی جتلانا چاہتا ہوں کہ گناہ کیونکر پیدا ہوتا ہے؟ اس سوال کا جواب عام فہم الفاظ میں یہی ہے کہ جب غیر اللہ کی محبت انسانی دل پر مستولی ہوتی ہے تو وہ اس مصفّا آئینہ پر ایک قسم کا زنگ سا پیدا کرتی ہے جس کا نتیجہ ہوتا ہے کہ وہ رفتہ رفتہ بالکل تاریک ہو جاتا ہے اور غیریت اپنا گھر کر کے اسے خدا سے دور ڈال دیتی ہے اور یہی شرک کی جڑ ہے۔ لیکن جس قلب پر اللہ تعالیٰ اور صرف اللہ تعالیٰ کی محبت اپنا قبضہ کرتی ہے وہ غیریت کو جلا کر اسے صرف اپنے لئے منتخب کر لیتی ہے۔ پھر اس میں ایک استقامت پیدا ہو جاتی ہے اور وہ اصل جگہ پر آجاتی ہے۔ عضو کے ٹوٹنے پھر چڑھنے میں جس طرح سے تکلیف ہوتی ہے۔ لیکن ٹوٹا ہوا عضو کہیں زیادہ تکلیف دیتا ہے جو اسے صرف مکرر چڑھنے سے عارضی طور پر ہوتی ہے اور پھر ایک راحت کا سامان ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر وہ عضو اسی طرح ٹوٹا رہے تو ایک وقت آجاتا ہے کہ اس کو بالکل کاٹنا پڑتا ہے۔ اسی طرح سے استقامت کے حصول کے لئے اولاً ابتدائی مدارج اور مراتب پر کسی قدر تکلیف اور مشکلات بھی پیش آتی ہیں۔ لیکن اس کے حاصل ہونے پر ایک دائمی راحت اور خوشی پیدا ہو جاتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کو جب یہ ارشاد ہوا فَاسْتَقِمْ كَمَا اُمِرْتَ (ھود:۱۱۳) تو لکھا ہے کہ آپ کے کوئی سفید بال نہ تھا۔ پھر سفید بال آنے لگے تو آپؐ نے فرمایا: مجھے سورۂ ھود نے بوڑھا کر دیا۔

غرض یہ ہے کہ جب تک انسان موت کا احساس نہ کرے وہ نیکیوں کی طرف جھک نہیں سکتا۔ میں نے بتلایا ہے کہ گناہ غیر اللہ کی محبت دل میں پیدا ہونے سے پیدا ہوتا ہے اور رفتہ رفتہ دل پر غلبہ کر لیتا ہے۔ پس گناہ سے بچنے اور محفوظ رہنے کے لئے یہ بھی ایک ذریعہ ہے کہ انسان موت کو یاد رکھے اور خدائے تعالیٰ کے عجائبات قدرت میں غور کرتا رہے کیونکہ اس سے محبت الٰہی اور ایمان بڑھتا ہے اور جب خدائے تعالیٰ کی محبت دل میں پیدا ہو جائے تو وہ گناہ کو خود جلا کر بھسم کر جاتی ہے‘‘۔ (ملفوظات جلد نہم صفحہ ۱۴ تا ۱۶۔ مطبوعہ لندن)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح صادق اور وفادار ہونا چاہئے۔

جو اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں ضائع کرنا چاہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو ضائع نہیں کرتا۔

دلوں کی پاکیزگی سچی قربانی ہے۔ عاشق اور محبّ جو سچا ہوتا ہے وہ اپنی جان اور دل قربان کر دیتا ہے اور بیت اللہ کا طواف اس قربانی کے واسطے ایک ظاہری نشان ہے۔

(خلاصہ خطبہ عید الاضحیہ ۱۲؍فروری ۲۰۰۳)

(لندن ۱۲؍فروری): سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج مسجد فضل لندن میں عید الاضحیہ کی نماز پڑھائی اور خطبہ عید ارشاد فرمایا جو حسب معمول ایم ٹی اے کے مواصلاتی رابطوں کے ذریعہ تمام دنیا میں براہِ راست دیکھا اور سنا گیا۔ حضور انور ایدہ اللہ نے تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد آیتِ قرآنی وَلِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا...... الخ (الحج:۳۵)

باقی صفحہ نمبر ۲ پر ملاحظہ فرمائیں

ربوہ کے موجودہ حالات اور درخواست دعا

جب سے ۱۹۸۴ء کے امتناع قادیانیت آرڈیننس کا اجراء ونفاذ ہوا ہے تب سے احمدیوں کے خلاف ہر جہت اور ہر رنگ میں مخالفت کا ایک جاری سلسلہ ہے۔ مگر کبھی کبھی مخالفوں کی طرف سے مختلف علاقوں اور طبقوں پر دباؤ بڑھ جاتا ہے۔ ہر ممکن کوشش کی جاتی ہے کہ احمدیوں پر عرصۂ حیات تنگ کر کے ان کا حوصلہ پست کر دیا جائے مگر نہ تو مخالف اس میں کامیاب ہوا ہے اور نہ ہو سکتا ہے۔ یہ پودا تو بڑھنے پھلنے اور پھولنے کے لئے خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے جو ہمیشہ بڑھتا پھلتا اور پھولتا رہے گا۔

ان دنوں مخالفین نے ربوہ کو اپنی شرارتوں اور فتنہ پردازیوں کے لئے چنا ہوا ہے۔ ان کی ہر طرح سے کوشش اور سازش ہے کہ یہاں فتنہ پیدا کر کے اس کو ہوا دے کر ملک بھر میں امن وامان کا مسئلہ کھڑا کیا جائے اور حسب سابق اس میں غالباً سیاسی عزائم ومقاصد بھی ہوں گے۔

۹۷ فیصد احمدی آبادی کے اس شہر میں جماعت کو اجتماعات اور جلسوں کی ممانعت ہے اور اکٹھے ہونے کے بنیادی حق سے محروم ہیں مگر مخالفین کو جلسہ، جلوس کی کھلی چھٹی ہے...... کہ مقررین بھی باہر سے لائیں اور سامعین بھی...... جو چاہیں دلآزاری اور گندہ دہنی کریں۔ لاؤڈ سپیکر ایکٹ کی کھلی خلاف ورزی کریں۔ کوئی پوچھنے والا نہیں باوجودیکہ جو اشتعال انگیز زبان استعمال کی جاتی ہے اس کے نمونے بھی متعلقہ اداروں کو ہماری طرف سے پیش کئے جاتے ہیں مگر اس پر کبھی کوئی مؤثر کارروائی نہیں ہوئی۔

حال ہی میں ربوہ میں مخالفین کی طرف سے برملا دھمکیوں اور پرتشدد کارروائیوں کا سلسلہ بھی شروع ہو چکا ہے۔ گزشتہ دو ماہ میں کئی احمدیوں کو تشدد کا نشانہ بنایا گیا بلکہ بعض کو تو باندھ کر زدوکوب کیا گیا۔ عورتوں پر آوازیں کسنے اور انہیں ہراساں کرنے غرضیکہ اس قسم کے ایک درجن سے زائد واقعات سامنے آ چکے ہیں۔ اس پر مستزاد یہ کہ ظالمانہ طور پر جھوٹے واقعات پیش کر کے ناجائز مقدمات میں احمدیوں کو ملوث کیا جا رہا ہے۔

مثال کے طور پر ایک مقدمہ خدام الاحمدیہ کے عہدیداران کے خلاف درج ہوا۔ اس میں ایک شخص کو ہراساں کرنے، اور اسے حبس بیجا میں رکھنے کا مضحکہ خیز الزام ہے۔ اصل واقعہ کچھ یوں ہے کہ ایک عرصہ سے ربوہ میں چوری، ڈکیتی اور قتل کی وارداتیں ہو رہی تھیں جس کے نتیجہ میں پولیس کے مشورہ پر اپنی مدد آپ کے تحت ٹھیکری پہرہ کا انتظام کیا گیا جس سے ان واقعات میں خاطر خواہ کمی ہوئی۔ اسی پہرہ پر موجود لڑکوں نے ایک مشکوک لڑکے سے دریافت کیا کہ وہ کون ہے۔ اس پر وہ لڑکا قریب سے لاٹھی اٹھا لایا اور کہنے لگا کہ آؤ میں تمہیں بتاؤں کہ میں کون ہوں۔ اس پر ڈیوٹی والے دفع شر کی خاطر وہاں سے چلے گئے۔ مگر چند روز بعد پہرہ کی گاڑی اور پانچ عہدیداران کے خلاف حبس بیجا کا مقدمہ درج کیا گیا جبکہ اس واقعہ میں پہرہ والے افراد نے لڑکے کو ہاتھ تک بھی نہیں لگایا تھا اور نہ ہی جن پانچ افراد پر مقدمہ درج کیا گیا ہے ان میں سے کوئی بھی موقع پر موجود تھا۔

ایک اور واقعہ میں صدر صاحب عمومی ربوہ سمیت سات عہدیداران کے خلاف مقدمہ قائم کیا گیا ہے جس میں ایک مولوی صاحب کے اغوا کا مضحکہ خیز الزام ہے۔ اصل واقعہ کچھ یوں ہے کہ جمعہ کے روز مسجد اقصیٰ کے اردگرد ٹریفک کو متبادل راستے سے گزرنے کا کہا جاتا ہے۔ اس انتظام کے تحت ایک رکشہ والے کو بھی متبادل راستے سے گزرنے کا کہا گیا۔ مگر اس میں ایک مولوی صاحب سوار تھے جنہوں نے رکشہ رکوا کر اترتے ہی برا بھلا کہنا شروع کر دیا اور دھمکیاں دے کر چلے گئے اور بعد ازاں اغوا کا خلاف واقعہ مقدمہ درج کروا دیا۔

احباب جماعت سے درخواست ہے کہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو اپنی حفظ وامان میں رکھے اور مخالفین کی طرف سے فتنہ سامانی اور فساد پروری کی ہر کوشش کو مولا کریم ناکام کر دے۔ آمین۔

(ناظر امور عامہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان)

وہ خدا سب سے بڑھ کے ہے جو باوفا اس کا ہم پہ یہ فضل وکرم ہوگیا
جس قدر بھی تھا طوفانِ غم و الم دیکھتے دیکھتے وہ عدم ہوگیا

جتنے کشکول خالی تھے سب بھر گئے جو سوالی تھے خیرات لے کر اٹھے
رکھ لیا جو فقیروں کا اس نے بھرم پھر سے ناطہ یہ پختہ بہم ہوگیا

جتنے آنسو تھے ابرِ کرم بن گئے غم کے ماروں پہ رحمت کو جوش آگیا
اس کے لطف وکرم کی وہ بارش ہوئی ہر طرف گویا باغِ ارم ہوگیا

اس کی قدرت کا ہے یہ اعجازی نشاں جو شفاؤں کے مالک نے ظاہر کیا
جو علالت کے ہاتھوں ہوا ناتواں برق رفتار پھر وہ قدم ہوگیا

ہم پہ کرب والم کی عجب رات تھی روشنی کی مگر ہم کو اک آس تھی
نور کا ایسا جلوہ ہویدا ہوا کہ اندھیروں کا طوفان کم ہوگیا

ساقئ میدہ مہرباں ہوگیا بزمِ مستی میں پھر رونقیں آگئیں
بادہ خواروں میں پھر جام چلنے لگے پھر سے آباد صحنِ حرم ہوگیا

محفل علوم و عرفان سجنے لگی مردہ روحوں میں پھر جان پڑنے لگی
چشمِ تشنہ کو چین و سکوں آگیا جلوہ افروز میرا صنم ہوگیا

ہم تو پشتوں سے اس کے وفادار ہیں ہے رگوں میں ہمارے وفا کا لہو
خاکساری اسی کی ثریا بنی اس کے قدموں میں رہ کے جو نم ہوگیا

یہ اسی کا ظفؔر مجھ پہ احسان ہے میرے فن کو ہے جس نے اجالا کیا
آج افق پر اسی چاند کو دیکھ کر پھر سخن میرا رشکِ قلم ہوگیا

(مبارک احمد ظفر)

بقیہ: خلاصہ خطبہ عید الاضحیہ از صفحہ اوّل

کی تلاوت کی اور اس کے ترجمہ کے بعد سب سے پہلے بعض احادیث نبویہ پڑھ کر سنائیں جن میں آنحضرتؐ کی عید قربان سے متعلق مختلف ارشادات اور آپ کی پاکیزہ سنّت کا بیان ہے۔ حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے عید کے روز دو دنبوں کی قربانی کی۔ جب انہیں ذبح کرنے کے لئے لٹایا تو دعا کی کہ میں اپنی توجہ کو ہمیشہ اس کی طرف مائل رہتے ہوئے اسی کی طرف پھیر چکا ہوں جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔ یقیناً میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور اسی کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور میں اوّل المسلمین ہوں۔ اے اللہ! یقیناً یہ تیری طرف سے ہے اور تیرے ہی حضور میں محمدؐ اور اس کی امت کی طرف سے پیش ہے۔ اس کے بعد حضورؐ نے **بسم اللّٰہ اللّٰہ اکبر** کہہ کر اسے ذبح کیا۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ امت محمدیہ کے لئے خوشخبری ہے کہ آنحضرتؐ نے ان غرباء کی طرف سے بھی قربانی پیش فرمائی جن کو قربانی کی توفیق نہیں ہے اور آپ نے اس طرح ہمیشہ ہمیش کے لئے ان غرباء کو اس قربانی میں شامل فرما لیا جو آپ دے رہے تھے۔ **اللّٰھم صلّ علی محمد و آل محمد۔**

حضور ایدہ اللہ نے اس طرح قربانی سے متعلق مختلف احادیث نبویہ پڑھ کر سنائیں۔ عید الاضحیہ کے روز آنحضرت ﷺ نے نماز کے بعد خطبہ دیتے ہوئے فرمایا کہ جس نے ہماری طرح نماز پڑھی اور ہماری طرح قربانی کی تو اس کی قربانی درست ٹھہری اور اس نے اجر کو پا لیا۔ اور جس نے نماز عید سے پہلے جانور ذبح کر لیا تو وہ گوشت کی بکری ہوئی (نہ کہ قربانی کی بکری)۔

ایک حدیث میں ہے کہ آنحضرتؐ نے تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت کھانے سے منع فرمایا۔ اس کی وضاحت میں حضور نے احادیث کے حوالہ سے بتایا کہ حضور اکرمؐ کا یہ ارشاد ایک خاص موقع کے لئے تھا جبکہ کچھ بادیہ نشین عید الاضحیہ کے روز آئے تھے۔ یہ محتاج لوگ تھے۔ چنانچہ حضور اکرمؐ نے فرمایا کہ تین دن تک کھانے کے لئے گوشت جمع کر لو اور باقی انہیں خیرات کر دو۔ چنانچہ اگلے سال جب صحابہ نے اس ارشاد نبویؐ کے حوالہ سے عرض کی تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تو تمہیں ان باہر سے آنے والوں کی وجہ سے منع کیا تھا جو اس وقت آ گئے تھے۔ پس جاؤ اور گوشت کھاؤ اور جمع کرو اور اسے صدقہ وخیرات بھی کرو۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ پس اب سمجھ لیں کہ تین دن کی پابندی نہیں۔ لیکن زیادہ دیر تک فریج میں رکھنا بھی ٹھیک نہیں۔ جس حد تک ممکن ہو تقسیم کر دیا کریں۔

حضور ایدہ اللہ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے بعض ارشادات بھی قربانی کی مناسبت سے پڑھ کر سنائے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں کہ قربانی کرنا بڑا ہی مشکل کام ہے۔ حضرت ابراہیمؑ بڑھاپے کی اولاد کو قربان کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ اپنی ساری طاقتیں، ساری امیدیں اور تمام ارادے قربان کر دیئے۔ باپ بیٹے نے فرمانبرداری دکھائی کہ کوئی عزت، کوئی آرام، کوئی دولت اور کوئی امید باقی نہ رکھی۔ یہ آج ہماری قربانیاں اسی پاک قربانی کا نمونہ ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قربانی کے حوالہ سے فرمایا ہے کہ جو اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں ضائع کرنا چاہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو ضائع نہیں کرتا اور اس کا نشان دنیا سے معدوم نہیں کرتا۔ ابراہیمؑ کی طرح صادق اور وفادار ہونا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ عمل کو چاہتا ہے اور عمل ہی سے راضی ہوتا ہے۔ جب انسان خدا کے لئے دکھ اٹھانے کو تیار ہو جاوے تو خدا تعالیٰ اس کو دکھ میں بھی نہیں ڈالتا۔

اسی طرح حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ دلوں کی پاکیزگی سچی قربانی ہے۔ عاشق اور محبّ جو سچا ہوتا ہے وہ اپنی جان اور دل قربان کر دیتا ہے اور بیت اللہ کا طواف اس قربانی کے واسطے ایک ظاہری نشان ہے۔

خطبہ کے آخر پر حضور ایدہ اللہ نے دنیا بھر سے ملنے والے عید مبارک کے پیغامات پر تمام جماعت احمدیہ عالمگیر کو دلی عید مبارک کا پیغام دیتے ہوئے شہدائے احمدیت اور ان کے پسماندگان اور اسیران راہ مولا کے لئے دعا کی خاص طور پر تحریک کی اور فرمایا کہ اپنے غریب ہمسایوں اور بے کس ومفلوک الحال لوگوں کی بھی عید بنائیں۔ ضرورتمندوں کی ضرورتیں پوری کریں اور انہیں خوشیاں پہنچا کر خوش ہوں۔ پھر حضور نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریر فرمودہ ایک دعا جو آپ کی طرف سے میدان عرفات میں حضرت صوفی احمد جان صاحبؓ نے پڑھی تھی، پڑھ کر سنائی۔ حضور ایدہ اللہ نے آخر پر ہاتھ اٹھا کر خاموش اجتماعی دعا کروائی جس میں ایم ٹی اے کے توسط سے دنیا بھر کے احمدی شامل ہوئے۔

تقریر جلسہ سالانہ جرمنی ۲۰۰۲ء

مغربی معاشرہ میں تربیت اولاد......
احمدی والدین کی ایک اہم ذمہ داری

(عبدالباسط طارق۔مبلغ سلسلہ جرمنی)

﴿رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا﴾ (الفرقان :۷۵)

یہ موضوع اس قدر اہم ہے کہ اگر مَیں یہ کہوں کہ یورپ میں احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا مستقبل ہماری اولاد کی اعلیٰ تربیت سے وابستہ ہے تو یہ بات غلط نہ ہوگی۔اس میں کیا شک ہے کہ بچے ہمارا اصل سرمایہ ہیں۔یہی بچے ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی روحانی فوج کے سپاہی ہیں جنہوں نے اپنی روحانیت کے نور سے کفر وضلالت کی ظلمتوں کو پاش پاش کرنا ہے،قرآنی انوار کا ہتھیار ہاتھ میں لے کر باطل کی جہالتوں کا سر کچلنا ہے اور محمد عربی ﷺ کی بلند شان اور اسلام کی کامل تعلیم کی خوبیاں دنیا میں پھیلانی ہیں اور دنیا پر ثابت کرنا ہے کہ اسلام کی تعلیم ہر زمانہ کے لئے ہے اور دنیا کے تمام دکھوں اور تمام مسائل کا حل اس میں موجود ہے۔احمدی والدین کا یہ اولین فرض ہے کہ اپنے اس بے حد قیمتی سرمایہ یعنی اولاد کی اعلیٰ رنگ میں تربیت کریں۔ان کی معصوم روحوں کو پاک وصاف رکھنا اور ان کو قرآنی دلائل کے زیور سے آراستہ کرنا ،ان کو دعا اور تعلق باللہ کی لذتوں سے آشنا کرنا ان کے فرائض میں داخل ہے۔

اس کے لئے اوّلاً والدین کو اپنی تربیت کرنی ہوگی ۔اپنی تربیتی اور روحانی خامیوں کو دور کرنا ہوگا، اپنے دینی علم کو مطالعہ سے گہرا کرنا ہوگا ، اولاد کی تربیت کے لئے وقت دینا ہوگا،ان پر محنت کرنی ہوگی، ان کے نیک ہونے کے لئے خدا کے حضور گریہ وزاری کرنی ہوگی تب جا کر کہیں یہ گوہر مراد حاصل ہوگا۔ لیکن اگر احمدی والدین نے اس بارہ میں غفلت کی ، باپ ہر وقت روپیہ کمانے میں مصروف رہا اور اس نے اولاد کے لئے وقت کی قربانی نہ کی اسی طرح والدہ اپنی گھر گرہستی کی ذمہ داریاں پوری کرنے اور دوسری دلچسپیوں میں مصروفیت کی وجہ سے اپنے بچوں کی نگرانی نہ کرسکی اور دونوں (والدہ اور والد) نے مل کر سنجیدگی سے یورپی معاشرہ میں بچوں کے مسائل اور ان کے اخلاقی ودینی تربیت کا جائزہ نہ لیا تو خدشہ ہے کہ یہ قیمتی سرمایہ ضائع ہو جائے گا اور ایسے والدین اس دنیا میں نظام جماعت کے سامنے اور آخرت میں خدا کے حضور جوابدہ ہوں گے۔یاد رکھیں اگر اولادیں ضائع ہوگئیں تو آپ کے اموال اور جائیدادیں بے فائدہ ہیں۔بے دین اولادیں اکثر اپنے آباء واجداد کی ساری عمر کی خون پسینے کی کمائیاں ضائع کر دیتی ہیں۔اولاد کی محبت کی خاطر والدین دن رات محنت کرتے ہیں۔ان کے آرام کی خاطر اپنے ہر قسم کے آرام کو قربان کر دیتے ہیں۔اپنی اولاد کے روشن مستقبل کے لئے اپنے خون پسینے کی کمائی کو پانی کی طرح بہاتے ہیں تو پھر کیا اس میں محبت کا تقاضا یہ نہ ہونا چاہئے کہ ہماری اولادیں نیک اور دیندار ہوں ، رو بہ خدا ہوں تا کہ آخرت کی دائمی زندگی کا آرام بھی انہیں میسر آئے۔اس دنیا کا ہر آرام اور آسائش محض عارضی ہے۔قانون قدرت ہے کہ ادنیٰ چیزیں اعلیٰ چیزوں پر قربان کی جاتی ہیں اور قرآن کریم کی آیت ﴿وَاَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِى الْاَرْضِ﴾ (الرعد:۱۸) یعنی جو چیز انسانوں کے لئے فائدہ مند ہو وہ زمین پر قائم رہتی ہے اور اسے Survival of the fittest کا قانون کہتے ہیں ۔اولاد کے مفاد کی خاطر وقت اور روپیہ کو قربان کرنا از حد ضروری ہے کیونکہ اولادوں کا دیندار اور نیک ہونا، ان کا جماعت کے ساتھ وابستہ ہونا ، جماعت کی خدمت کے لئے ہر وقت قربانی کی روح سے تیار رہنا ، سب سے اہم ہے اور اس کے مقابل پر اوقات ، اموال اور جائیدادیں کچھ بھی وقعت نہیں رکھتیں ۔یہاں یہ بات بھی نہ بھولنی چاہئے کہ جو بچے دیندار نہ ہوں ،جن کا جماعت سے تعلق نہ ہو، ایسے بچے اپنے والدین کے بھی نہیں ہوتے ۔والدین کے بڑھاپے میں وہی بچے خدمت کی توفیق پاتے ہیں جو دیندار ہوں۔

خاکسار نے آغاز میں ایک قرآنی دعا پڑھی تھی جس کا ترجمہ یہ ہے کہ اے ہمارے خدا تو ہمیں ہماری بیویوں سے اور اپنی اولادوں سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں متقیوں کا امام بنا۔آنکھوں کی ٹھنڈک وہی اولاد ہو سکتی ہے جو نیک اور متقی ہو۔اولادیں اگر خوبصورت اور صحتمند ہوں تو جسمانی حسن اکثر انسان کے لئے ابتلا کا باعث بن جاتا ہے اور انسان کا قدم بہک کر خدا سے دور چلا جاتا ہے۔اسی طرح دولت مند بہت علم رکھنے والی اولاد بھی تکبر اور غرور کا شکار ہو سکتی ہے۔ہاں البتہ دین اور تقویٰ کے ساتھ خوبصورتی، اعلیٰ عہدہ ، دولت اور علم جیسی نعمتیں بھی حاصل ہوں تو پھر نورٌ علیٰ نور کی سی بات ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’لوگ اولاد کی خواہش تو کرتے ہیں مگر نہ اس لئے کہ خادم دین ہو بلکہ اس لئے کہ دنیا میں ان کا کوئی وارث ہو۔اور جب اولاد ہوتی ہے تو اس کی تربیت کا فکر نہیں کیا جاتا، نہ عقائد کی اصلاح کی جاتی ہے اور نہ اخلاقی حالت کو درست کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اولاد کی خواہش کو اس طرح پر قرآن میں بیان فرمایا ہے ......خدا تعالیٰ تو ہم کو ہماری بیویوں اور بچوں سے آنکھ کی ٹھنڈک عطا فرما دے ......اور یہ تب ہی میسر آ سکتی ہے کہ وہ فسق وفجور کی زندگی بسر نہ کرتے ہوں بلکہ عباد الرحمٰن کی زندگی بسر کرنے والے ہوں۔اور خدا کو ہر شے پر مقدم کرنے والے ہوں اور آگے کھول کر کہہ دیا ﴿وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا﴾ اولاد اگر نیک اور متقی ہو تو یہ ان کا امام ہی ہوگا۔اس سے گویا متقی ہونے کی بھی دعا ہے‘‘۔

(الحکم جلد ۵ نمبر ۳۵ صفحہ ۱۰)

سبحان اللہ! کیسی گہری حکمت کی بات حضرت اقدسؑ نے کی ہے کہ اسی شخص کی اولاد آنکھوں کی ٹھنڈک ہو سکتی ہے جو خود نہ صرف متقی بننے کی کوشش کرے بلکہ اپنی نسل کو بھی متقی بنانے کے لئے سعی کرے۔

اگرچہ یورپ کے سارے ممالک میں مقیم احمدی والدین کو اپنے بچوں کی دینی تربیت کے ضمن میں قریباً یکساں مسائل درپیش ہیں لیکن خاکسار سردست جرمنی میں مقیم والدین سے تربیت اولاد کے موضوع پر کچھ گزارشات کرنا چاہتا ہے۔

جرمنی یورپ کا دل ہے۔معاشی، صنعتی اور سیاسی اعتبار سے یورپ کا سب سے طاقتور ملک ہونے کی وجہ سے سارے یورپی ممالک کی معاشیات اور سیاست پر اس کا گہرا اثر ہے۔متحدہ یورپ میں جو بھی بڑے تغیر رونما ہوتے ہیں جرمنی اس میں ایک فیصلہ کن کردار ادا کرتا ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا سے خبر پا کر یہ بتایا تھا کہ مغربی ممالک سے غلبۂ اسلام کا سورج طلوع ہوگا اور یورپ کو سچے خدا کا پتہ چلے گا۔حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے ایک رؤیا میں دیکھا تھا کہ پتھر کی ایک سِل پر جرمنی کا نقشہ بنا ہوا ہے جس کے وسط میں کلمہ لَا اِلٰهَ اِلَّا الله لکھا ہوا ہے۔یہ واضح اشارہ ہے اس بات کا کہ ایک دن جرمنی کے باشندے تثلیث کو ترک کر کے توحید کے دامن میں آجائیں گے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ نے متعدد دفعہ اپنے خطبات میں یہ خوشخبری دی ہے کہ اگر جرمن قوم اسلام قبول کر لے تو سارا یورپ اسلام کی گود میں آ گرے گا۔یہ یورپ ہی ہے جہاں دجال کے فتنہ کا ظہور مقدر تھا اور عجیب بات ہے اسی یورپ سے ہی اسلام کا سورج طلوع ہوگا۔گویا آخری زمانہ میں طاغوتی طاقتوں اور مسیح موعودؑ کی روحانی افواج کے درمیان آخری فیصلہ کن جنگ بھی یورپ میں ہی لڑی جائے گی جس میں خدائی نوشتوں کے مطابق اسلام ہی غالب آئے گا۔

اللہ کی شان دیکھیں کہ یورپی ممالک میں سے سب سے زیادہ احمدی خدا نے جرمنی میں لا کر آباد کر دئے ہیں اور آج جرمنی کی طاقتور جماعت تبلیغ اور مالی قربانی کے میدان میں بفضل خدا دوسری جماعتوں کے لئے ایک نمونہ بنی ہوئی ہے۔قریباً ۲۸ سال قبل پاکستان میں احمدیوں پر مظالم کا دور شروع ہوتے ہی احمدیوں نے مختلف ممالک میں ہجرت کرنے کا آغاز کیا۔جرمنی کے ملک نے سب سے زیادہ فراخدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے ملک کے دروازے مظلوم احمدیوں کے لئے وا کئے جس کے نتیجہ میں آج بفضل اللہ تعالیٰ ہزاروں احمدی جرمنی میں آباد ہیں۔ اولین ہجرت کر کے آنے والوں کی عمریں اب ڈھل چکی ہیں اور ان کی اولادیں اب جوان ہو چکی ہیں۔ان میں سے بہت سے بچے اور بچیوں کی شادی بھی ہو چکی ہے اور اب وہ صاحب اولاد بھی بن رہے ہیں گویا کہ جرمنی میں اب احمدیت کی تیسری نسل پیدا ہو چکی ہے۔

تربیت اولاد کے ضمن میں خاکسار ایک لمبے تجربہ کے نتیجے میں بلاخوف یہ کہہ سکتا ہے کہ خاندان اور فیملی کا ماحول بچے کی تربیت پر بہت گہرا اثر ڈالتا ہے۔ والدین کی تربیتی حالت ، والدین کا دین سے لگاؤ اور جماعتی کاموں اور ذمہ داریوں میں دلچسپی بچے کی تربیت اور اس کے دینی مستقبل کا فیصلہ کرتی ہے ۔ خاندان وہ شجرہ ہے جس کا پھل بچے ہوتے ہیں ۔اگر یہ شجرہ طیبہ ہے تو بچے بھی طیب ہوں گے۔حضرت مسیح ناصری علیہ السلام نے کیا خوب فرمایا ہے کہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے ۔ یہ عاجز بھی مختلف جماعتوں کا دورہ کرتے ہوئے جب بچوں اور نوجوانوں سے ملاقات کرتا ہے تو چند منٹوں میں ہی اس کے والدین اور خاندانی ماحول کا اندازہ ہو جاتا ہے ۔

آنحضرت ﷺ نے کیا خوب فرمایا ہے کہ كُلُّ مَوْلُوْدٍ يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَاَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهٖ اَوْ يُمَجِّسَانِهٖ اَوْ يُنَصِّرَانِهٖ یعنی ہر بچہ فطرتِ صحیحہ پر پیدا ہوتا ہے۔یہ اس کے والدین ہیں جو اسے یہودی، عیسائی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔اس حدیث سے یہ بالکل واضح ہے کہ والدین کی طرزِ فکر، ان کا رویہ، ان کی طرز زندگی ، مذہب کے بارہ میں ان کا رویہ، ان کا اخلاقی معیار وہ سانچہ ہے جس میں بچوں کو ڈھالا جاتا ہے۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے اپنی کتاب اچھی مائیں میں لکھا ہے کہ جماعت میں احمدی گھرانوں کا جب جائزہ لیا گیا تو یہ چیز کھل کر سامنے آئی کہ جس گھر کی ماں دیندار اور جماعت سے گہرا رابطہ رکھتی ہے اس کے بچے بھی دیندار ہیں ۔ استثناء تو ہر جگہ ہوتے ہیں۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا﴾ (تحریم:۷) یعنی اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو آگ سے بچاؤ ۔ قرآن کریم کا کلام حکمتوں سے پُر ہے۔آیت مذکورہ بالا میں بھی بڑا واضح اشارہ ہے کہ اوّلاً اپنی اصلاح کرو پھر تم اس قابل ہو گے کہ اپنے بچوں کی تربیت کر سکو۔اس بارہ میں دیکھنے میں یہ افسوسناک حقائق سامنے آئے کہ والدین کبھی اس بات کو سنجیدگی سے نہیں لیتے کہ وہ کبھی تنہائی میں صرف اس نیت سے اپنی ذاتی خامیوں کا جائزہ لیں تا وہ اولاد کی تربیت کر سکیں۔ ہر والد اور ہر ماں اوّل تو اس بات کا جائزہ لے کہ اس کی نمازوں کی کیا حالت ہے؟ پھر اپنے چندوں کا دیانتداری سے جائزہ لے۔بعد ازاں اس بات پر غور کرے کہ جمعہ میں باقاعدگی سے شرکت اور جماعتی اجلاسات اور دوسرے پروگراموں میں شرکت کی کیا حالت ہے؟ میاں بیوی کے باہمی تعلقات کیسے ہیں؟ گھر میں جماعتی نظام اور جماعتی عہدیداروں کے بارہ میں کیا تأثر ہے یا کیا باتیں کی جاتی ہیں؟ ان سب باتوں کا تنقیدی نقطہ نظر سے جائزہ لیں تو والدین کو اپنی اصلاح کی بہت زیادہ گنجائش نظر آئے گی ۔جن والدین کو اپنی ذاتی خامیوں کا احساس ہو وہ ایک اندرونی احساس جرم کی وجہ سے یہ جرأت ہی نہیں کر سکتے کہ اپنے بچوں کو نیکی کی تلقین کریں۔

بعض والدین خود تو نمازی ہیں مگر بچوں کو نماز کے لئے نہیں کہتے ۔بچوں پر رحم کھاتے ہیں اور دل میں کہتے ہیں کہ ہمارا بچہ رات کو دیر تک پڑھتا رہا ہے یا کھیل کر آیا ہے یا سفر سے آیا ہے، تھکا ہوا ہے اسے آرام کرنے دو۔ یہی رحم اصل میں وہ ظلم ہے جو وہ بچوں پر کر رہے ہیں کیونکہ بہت جلد وہ وقت آ جاتا ہے جب بچہ بالغ ہو کر والدین کی بات بالکل نہیں سنتا

اورتارک الصلوٰۃ ہوکر زندگی بسر کرتا ہے۔ بیٹا اور بیٹی اگر نمازوں کو ترک کردیں گے تو والدین کو سمجھنا چاہئے کہ ایک بے نمازی نسل کی بنیاد رکھ دی گئی ہے ۔ ایسے بچے جب جوان ہوکر اپنے خاندان آباد کریں گے تو یہ امید رکھنا خیال خام ہے کہ وہ اپنی بیویوں اور بچوں کو نماز کی تلقین کریں گے ۔ بعض اوقات والدین اور خاص طور پر مائیں چھوٹے بچوں کو بچہ سمجھ کر کبھی اس بات کی تکلیف ہی گوارا نہیں کرتیں کہ اسے دین کے بارہ میں کچھ بتایا جائے۔ آنحضرت ﷺ نے ہر ماں اور ہر باپ کو یہ نصیحت کی ہے کہ بچہ جب سات سال کا ہوجائے تو اسے نماز سکھاؤ اور جب وہ دس سال کا ہوجائے تو نماز میں غفلت ہونے پر سختی کرو۔ لیکن یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ والدین کی اکثریت سات سال کی عمر میں بچے کو بچہ سمجھ کر بالکل دینی تربیت نہیں کرتیں اور اس طرح آنحضرت ﷺ کی اس قیمتی ہدایت کو نظر انداز کرنے کے نتیجہ میں بچے کی دینی بنیادیں صحیح لائینوں پر استوار نہیں ہوتیں۔

یہی حال مالی قربانی کا ہے۔ خدا تعالیٰ کا یہ خاص احسان ہے کہ جرمنی کی جماعت میں والدین کی اکثریت اعلیٰ رنگ میں مالی قربانی کرتی ہے ۔ لازمی چندہ جات کے علاوہ کئی ہزار یورو (Euro) تحریک یک صد مساجد، تحریک جدید اور دوسری مالی تحریکات میں ادا کرتے ہیں۔ لیکن انہوں نے کبھی اس بات کا جائزہ نہیں لیا کہ آیا ہمارے بچے بھی اپنے جیب خرچ سے چندہ ادا کرتے ہیں۔

والدین کی مالی قربانیوں کے ضمن میں ایک تکلیف دہ امر یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ بعض والدین اپنا بجٹ درست نہیں لکھواتے گویا وہ سمجھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کو اس کا علم نہیں کہ وہ کس قدر رقوم آپ کی جیبوں میں ڈال رہا ہے۔ مکرم نیشنل امیر صاحب نے متعدد دفعہ اپنے خطابات میں اس بات کی طرف والدین کو توجہ دلائی ہے کہ اگر خدا تعالیٰ آپ کو تین ہزار دے رہا ہے اور بجٹ آپ نے ایک ہزار لکھوایا ہے تو اس غلط بیانی سے آپ اپنے خاندان اور اپنے بچوں کی اخلاقی بنیادوں کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔ مکرم امیر صاحب نے اس بات کی بھی احمدی والدین اور خاص طور پر جماعتی عہدیداروں کو تلقین کی ہے کہ وہ گھروں میں انفرادی کھاتہ جات کے فارموں پر چندہ کا اندراج کرکے ہر وقت جائزہ لیتے رہیں کہ وہ خود، ان کی بیویاں اور بچے جماعت کے مالی نظام سے کس حد تک وابستہ ہیں اور ان کی باقاعدگی کی کیا صورت حال ہے۔

قرآن کریم میں ایک مثال بیان ہوئی ہے کہ عمدہ اور زرخیز زمین خدا کے حکم سے عمدہ پھل نکالتی ہے جبکہ بنجر اور ردّی زمین کی پیداوار بھی ردّی اور خراب ہی ہوتی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ﴿وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ يَخْرُجُ نَبَاتُهٗ بِاِذْنِ رَبِّهٖ وَالَّذِىْ خَبُثَ لَا يَخْرُجُ اِلَّا نَكِدًا﴾ (الاعراف: ۵۹) ترجمہ: اور ایک اچھا ملک (جس کی مٹی عمدہ ہو) اس کی روئیدگی اپنے رب کے حکم سے نکلتی ہے اور وہ (ملک) جس کی مٹی خراب ہو اس کی پیداوار ردّی ہی نکلتی ہے۔ اس میں اگر ہم خاندان کو زمین سے تشبیہ دیں تو اولاد وہ پھل بوٹے ہیں جو اس زمین سے پیدا ہوتا ہے۔ پس کوشش کرنی چاہئے کہ ہمارے سارے احمدی خاندان ایسی نرم اور زرخیز مٹی ہوں جو عمدہ پھل اگانے والی ہو۔

ایک فیملی میں والدین کا نمونہ، ماں باپ کا باہمی حسن سلوک، والدین اور بچوں کے باہمی تعلقات اور رابطہ یہ سب امور مل کر کسی گھر کا ماحول بناتے ہیں۔ ایک ایسا گھرانہ جہاں میاں بیوی کے باہمی تعلقات خوشگوار ہوں اور وہ یکساں رجحانات رکھتے ہوں اور بچوں کی تربیت کے بارہ میں ان کا پروگرام مشترکہ ہو، خیالات اور طرز فکر میں ہم آہنگی پائی جائے، دونوں میاں بیوی جماعتی سرگرمیوں میں شوق سے حصہ لینے والے ہوں، باپ محنت سے کمائی کرکے جماعت کو چندہ دے رہا ہو اور اپنے بچوں کو بھی جماعتی پروگراموں میں اور مالی تحریکات میں شامل کرنے والا ہو، نیز ماں باپ اپنے خاموش عملی نمونہ سے بچوں کو دین کو دنیا پر مقدم کرنا سکھا رہے ہوں، بچوں اور والدین کے درمیان اعتماد کی فضا ہو، بچے اپنے مسائل اور مشکلات بے دھڑک والدین کو کہنے کی جرأت رکھتے ہوں، والدین اپنے بچوں کو وقت دینے والے ہوں، ان کے ساتھ اکٹھا وقت گزارنے والے ہوں اور ان کا اخلاقی اور دینی نقطۂ نظر سے جائزہ لینے والے ہوں تو ایسا خاندان بلاشک شجرۂ طیبہ کہلانے کا مستحق ہے اور ایسے ہی شجرۂ طیبہ کو پاکیزہ ثمار لگتے ہیں۔ لیکن معاملہ اگر برعکس ہو، گھر میں میاں بیوی کے درمیان ہر وقت لڑائی چپقلش سے گھر کا ماحول کشیدہ رہے، باپ بچوں کو ماں کے خلاف اور بیوی بچوں کو باپ کے خلاف بھڑکا رہی ہو، ماں اور باپ دونوں ہی بے نمازی ہوں، گھر میں کبھی نماز باجماعت نہ ہوئی ہو، گھر میں بیٹیاں یہ دیکھ رہی ہوں کہ ہماری والدہ نہ تو صحیح طرح پردہ کرتی ہے نہ جماعتی پروگراموں میں شریک ہوتی ہے۔ اسی طرح لڑکے یہ دیکھ رہے ہوں کہ ہمارا باپ سارا وقت روپیہ کمانے میں صرف کردیتا ہے۔ نہ اسے جمعہ پڑھنا نصیب ہوتا ہے نہ وہ کسی جماعتی پروگرام میں شرکت کرتا ہے اور باپ کے پاس بچوں کے لئے کوئی وقت نہیں ہے، نہ ماں کو اپنی دلچسپیوں سے فرصت ہے۔ جہاں افراد خانہ کو کئی ماہ اکٹھے بیٹھ کر کھانا نصیب نہ ہو اور والدین اور اولاد کے مابین کبھی تبادلۂ خیالات نہ ہوا ہو تو ایسے گھرانے سے یہ توقع کرنا کہ وہاں دیندار اور نیک اولاد پیدا ہوگی عبث ہے۔

یاد رکھیں بچے بے حد ذہین ہوتے ہیں ۔ وہ خاموشی سے والدین کی ہر حرکت وسکون کا مطالعہ کررہے ہوتے ہیں اور ان کے نمونہ سے وہ اندر ہی اندر متأثر ہوکر یا تو دین سے قریب ہورہے ہوتے ہیں یا دین سے دور جارہے ہوتے ہیں ۔ پھر جب کوئی احمدی بچہ یا بچی کوئی ایسی حرکت کرتا ہے جو خاندان کی ذلّت کا باعث ہوتی ہے تو والدین کے لئے یہ واقعہ غیر متوقع ہوتا ہے اور حیرت کا باعث ہوتا ہے حالانکہ کافی دیر سے بچے اس حرکت کی تیاری اندر ہی اندر کررہے ہوتے ہیں لیکن اس کا احساس نہیں ہوتا۔

جو والدین گھروں میں نظام جماعت کے خلاف یا کسی عہدہ دار کے خلاف باتیں کرتے رہتے ہیں وہ اپنی اولاد کو ایسا نقصان پہنچا رہے ہوتے ہیں جس کی تلافی ممکن نہیں ہے۔ خاکسار نے بعض اوقات کسی جماعتی اجلاس یا اجتماع یا پروگرام کے لئے بعض والدین کو فون کیا کہ بچوں کو مسجد میں بھیجیں تو والد یا والدہ نے یہ کہہ کر انکار کردیا کہ میرے بیٹے نے سپورٹس کرنی ہے یا ٹریننگ کرنی ہے یا میرے بیٹے کا کوئی دوست آرہا ہے یا مہمان آرہے ہیں اس لئے ہمارے بچے جماعتی اجلاس یا پروگرام میں شامل نہیں ہوسکتے۔ اب اس نمونہ سے والدین گویا خود اپنے بچوں کو بتا رہے ہیں کہ جماعتی اور دینی امور سے زیادہ دوسرے معمولی روزمرہ کے دنیاوی امور ہیں۔ ایسے ہی والدین ہیں جو اپنی اولاد کے راستے میں گویا کانٹے بو رہے ہیں۔ ہر والد کو اور ہر ماں کو ہمیشہ یہ دیکھتے رہنا چاہئے کہ اس نے مستقبل کے لئے کس حد تک اپنی اولاد کو تیار کیا ہے اور یہ روحانی سپاہی کس حد تک ٹرینڈ ہو رہے ہیں ۔ ہمارا ہر احمدی گھرانہ درحقیقت ایک ٹریننگ سنٹر ہے جس میں وہ وجود پل کر تیار ہونگے جنہوں نے اسلام کا جھنڈا دنیا میں بلند رکھنا ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ مومنوں کو مخاطب کرکے فرماتا ہے: ﴿وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ﴾ (الحشر :۱۹) یعنی ہر جان اس بات پر غور کرتی رہے کہ اس نے کل کے لئے کیا آگے بھیجا ہے ۔ یعنی اولاد کے مستقبل کے لئے سنجیدگی سے پلاننگ کرنی ہوگی۔

اس موقعہ پر خاکسار خاص طور پر وقفِ نو بچوں کے والدین سے خصوصی گزارشات کرنا چاہتا ہے ۔ وقفِ نو بچے وہ خوش قسمت اور قیمتی وجود ہیں جنہوں نے کل کو جماعت احمدیہ عالمگیر کی بے انتہا بڑھتی ہوئی ذمہ داریوں کو پورا کرنا ہے۔ ان کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ نے متعدد خطبات میں بڑی تفصیلی ہدایات دی ہیں ۔ ان کے لئے نصاب مخصوص کردیا گیا ہے۔ یہاں بھی مجھے بڑے دکھ سے کہنا پڑتا ہے کہ جوش اخلاص میں بعض والدین نے اپنے بچے وقف تو کردئے ہیں لیکن وقف کے تقاضوں کو سمجھنے اور انہیں پورا کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ جو بچہ اس لئے جماعتی سنٹر میں منعقد ہونے والی وقف نو کلاس میں نہیں آسکتا کہ عین اس وقت ٹی وی پر اس کی پسندیدہ فلم چل رہی ہے۔ یا جس بچے کے والدین وقف نو ریجنل پروگراموں میں اپنے بچوں کو اس لئے شریک نہیں ہونے دیتے کہ وہاں انہیں زمین پر سونا پڑے گا یا آرام نہ ملے گا یا وقت پر کھانا نہ ملے گا۔ ایسے والدین سے یا ایسے بچوں سے جو اب ماشاء اللہ نوجوانی کی سرحدوں کو چھو رہے ہیں کیا توقع کی جاسکتی ہے؟ کیا کل وہ کسی نوع کی قربانی کے لئے تیار ہوں گے؟ وقف نو بچوں کے والدین کو ابھی سے اپنے دلوں کو مضبوط کرنا ہوگا۔ جماعت کے لئے قربانی کی روح کو مضبوط اور طاقتور کرنا ہوگا تاکہ وہ طبعی محبت پر غالب آجائے۔ وقف نو بچے اپنے لوکل اور مقامی پروگراموں میں شرکت سے قاصر ہیں اس لئے کہ ان کے والدین ان پروگراموں کو زیادہ اہمیت نہیں دیتے۔ یہ صورتحال ہم سب کے لئے قابل فکر ہے ۔ اللہ کا یہ احسان ہے کہ اکثر وقف نو بچوں کے والدین بڑی توجہ اور سنجیدگی سے گھروں میں نصاب کی تیاری کرواتے ہیں اور جماعت کی طرف سے وقف نو کے تیار کئے ہوئے پروگراموں میں شوق سے اپنے بچوں کو بھجواتے ہیں لیکن اگر وقف نو بچوں اور ان کے والدین کا ایک قلیل حصہ بھی وقف کے معیار پر پورا نہیں اتر رہا تو ہمیں کوشش کرکے انہیں بھی ساتھ ملانا ہوگا۔

آج یورپ میں گھریلو سکون تباہ ہو چکا ہے۔ جرمنی میں ہر تیسرا گھرانہ ٹوٹ چکا ہے۔ فیملی کے بغیر تنہا زندگی بسر کرنے والے افراد کی شرح فیصد بہت بڑھ چکی ہے۔ اس صورتِ حال میں سب سے زیادہ نقصان اولاد کو پہنچا ہے اور یہ وجہ ہے کہ پچھلی تین دہائیوں سے نوجوانوں میں جرائم کی شرح بہت بڑھتی جارہی ہے۔ آج ہم احمدیوں کا فرض ہے کہ اپنے خوشگوار اور صحتمند گھرانوں اور عمدہ تربیت اولاد کی وجہ سے جرمن غیر مسلم معاشرہ کے لئے ایک خوبصورت نمونہ پیش کریں اور اسلام کی صداقت کا عملی ثبوت بن جائیں۔

تربیت اولاد کے لئے ایک مفید گُر یہ ہے کہ سارے دن میں کم ازکم ایک کھانا ساری فیملی کے ممبران مل کر کھائیں اور کھانے کی میز پر کسی نہ کسی اچھے موضوع پر گفتگو کا سلسلہ جاری رہے۔ والد یا والدہ انبیاء علیہم السلام اور صحابہ کرام کے ایمان افروز واقعات سناتے رہیں۔ اس دوران بچوں سے ان کے ذاتی مسائل، ان کی تعلیم اور جماعتی تقریبات میں ان کی شرکت وغیرہ کے بارہ میں پوچھتے رہیں اور نیکی کی تلقین کریں۔ وقت میسر آنے پر فیملی پکنک، تفریحی سیر وغیرہ کا پروگرام ایسے مواقع ہیں جن سے والدین کو اپنے بچوں کے مسائل اور ان کے رجحانات کا پتہ چلتا رہتا ہے جس سے پھر تربیت کرنے میں سہولت ہوجاتی ہے۔

والدین یہ کوشش کریں کہ جرمن زبان میں جماعتی کتب کا مکمل سیٹ گھر میں خرید کر رکھیں اور کوئی ایک کتاب مقرر کرکے بچوں سے اس کے مختلف حصوں کا مضمون خلاصۃً سنتے رہیں۔ اس طرح بچوں میں ان کتب کے مطالعہ کا شوق پیدا ہوگا، دینی علم میں اضافہ ہوگا اور اسلام کی خوبیوں سے آگاہی کے ساتھ ساتھ ان کی اندرونی اصلاح اور تربیت کا عمل شروع ہوجائے گا۔

بچوں کی تربیت کا ایک بہترین ذریعہ یہ ہے کہ ان کو تبلیغ میں active کیا جائے ۔ والدین اپنے بچوں کو اس کی جرأت دلائیں اور بار بار Motivate کریں کہ وہ اپنی کلاس میں یا سکول میں اسلام کے بارہ میں چھوٹی چھوٹی تقاریر کریں اس سے ان کا دینی علم گہرا ہوگا، اسلام کا دفاع کرنے کا طریق آئے گا اور جب جرمن طلباء یا اساتذہ سوالات کریں گے تو بچوں کو علم ہوگا کہ جرمن لوگ اسلام کے بارہ میں کیا خیالات رکھتے ہیں ۔ جو بچے یا نوجوان تبلیغ میں مستعد ہوتے ہیں تبلیغ کی برکت سے اللہ تعالیٰ ان کی غیر معمولی اصلاح کرتا ہے۔

بچوں کی دینی تربیت کے لئے ایک بات یہ بھی ضروری ہے کہ ہر بچہ یا نوجوان اپنے جیب خرچ سے باقاعدگی سے چندہ دے ۔ بعض نوجوان کمائی بھی کرتے ہیں، وہ اپنی آمدنی میں سے باشرح چندہ دیں۔ اس بارہ میں والد اور والدہ دونوں توجہ سے نگرانی کریں ۔ چندہ دینے سے جماعت کے ساتھ وابستگی اور قربانی کا جذبہ زندہ رہے گا اور دوسری برکات بھی ملیں گی۔ مکرم امیر صاحب نے بھی جماعتوں کا دورہ کرکے اس بات کی طرف توجہ دلائی ہے کہ بچے اپنا چندہ خود مسجد جاکر سیکرٹری مال یا اپنی ذیلی تنظیم کے عہدیدار کو ادا کریں۔ ایسے بچوں کو اللہ تعالیٰ ساری زندگی غیر معمولی برکتوں سے نوازے گا۔

(باقی آئندہ شمارہ میں)

خطبہ جمعہ

آنحضرت ﷺ کے کشوف آپ کے خادم اور غلام کامل مسیح موعود علیہ السلام کے کشوف سے بہت بڑھ کر تھے اور ان میں جو پیشگوئیاں تھیں وہ بھی نہایت عظیم الشان تھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعدد کشوف کا تذکرہ۔

یہ دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ دل کو ہر قسم کی حرص وہوا سے خالی کردے

لڑکیوں کی شادیوں میں جہیز کو اہمیت نہ دیں۔ لڑکی اچھی صورت، اچھی سیرت کی ہو اس کے بعد کسی جہیز کا مطالبہ کرنا بالکل ناجائز ہے۔ بچیوں کی رخصتی کے تعلق میں آنحضرت ﷺ کی سنت پر عمل کریں۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا طاھر احمد خلیفة المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز - فرمودہ ۱۷؍جنوری ۲۰۰۳ء مطابق ۱۷؍صلح ۱۳۸۲ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشھد أن لا إله إلا الله وحده لا شريک له وأشھد أن محمداً عبده و رسوله–

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –

الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلک يوم الدين – إياک نعبد و إياک نستعين –

اھدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليھم غير المغضوب عليھم ولا الضالين–

﴿وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ۔ اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ﴾ (سورة الشوریٰ: آیت ۵۲)

اور کسی انسان کے لئے ممکن نہیں کہ اللہ اس سے کلام کرے مگر وحی کے ذریعہ یا پردے کے پیچھے سے یا کوئی پیغام رساں بھیجے جو اُس کے اِذن سے جو وہ چاہے وحی کرے۔ یقیناً وہ بہت بلند شان (اور) حکمت والا ہے۔

اس آیت کریمہ کے تعلق میں کشوف کا حال بیان ہو رہا ہے۔ اس سے پہلے ایک خطبہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے کشوف کا ذکر تھا اور اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کشوف کا ذکر ہوگا۔ لیکن ایک فرق میں نمایاں طور پر بتانا چاہتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے کشوف خادم سے بہت بڑھ کے تھے یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بہت بڑھ کے تھے اور ان کشوف میں جو پیشگوئیاں کی گئی تھیں وہ بھی نہایت عظیم الشان تھیں۔ یہانتک کہ قیصر وکسریٰ کی چابیاں آپ کو تھمائی گئیں اور اسی طرح اور بہت سے ایسے عظیم الشان کشوف تھے جن سے پتہ چلتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا مقام بہرحال آقا کا مقام تھا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کے غلام کامل سہی مگر پھر بھی بہرحال غلام تھے۔

کشوف کے ضمن میں میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے جو کشوف دیکھے ان میں دوسرے بھی شریک ہوئے۔ کئی ایسے کشوف تھے جن میں صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی گواہی تھی مگر بہت کثرت سے ایسے کشوف تھے جو باقی سب کو بھی دکھائی دیئے۔ چنانچہ حضرت جبرائیل کو جب کشف میں دیکھا تو اس کے ساتھ دوسرے گواہ بھی ہیں کہ کثرت سے انہوں نے بھی حضرت جبرائیل کو دیکھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کشوف میں مجھے ایسی کوئی بات دکھائی نہیں دی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کشوف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تک ہی محدود رہے مگر رسول اللہ ﷺ کے کشوف کے مطابق بہت کثرت کے ساتھ آپ کو وہ عظیم الشان فتوحات دکھائی گئیں جو حیرت انگیز طریق پر پوری ہوئیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کشوف میں گھوڑوں پر سوار بادشاہوں کا بھی ذکر ہے۔ جس طرح ذکر ہے کہ وہ تیری اطاعت کریں گے اور خدا انہیں برکت دے گا۔ میں نے بھی وہ بادشاہ دیکھے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ بادشاہ تھے اور بھی اب بادشاہ بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ بہت ہی کثرت کے ساتھ افریقہ میں بادشاہوں کے بادشاہ بھی ایمان لے آئے ہیں۔ مگر جو بادشاہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے دیکھے تھے ان کی شان ہی نرالی تھی۔ کہاں قیصر وکسریٰ کے بادشاہ اور کہاں افریقہ کے غریب ملک کے بادشاہ دونوں میں بہت بڑا فرق ہے۔

اب میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کشوف میں سے ایک آپ کے سامنے رکھتا ہوں:۔

’’ایک شخص سہج رام نام امرتسر کی کمشنری میں سررشتہ دار تھا اور پہلے وہ ضلع سیالکوٹ میں صاحب ڈپٹی کمشنر کا سررشتہ دار تھا اور وہ مجھ سے ہمیشہ مذہبی بحث رکھا کرتا تھا اور دین اسلام سے فطرتاً ایک کینہ رکھتا تھا اور ایسا اتفاق ہوا کہ میرے ایک بڑے بھائی تھے۔ انہوں نے تحصیلداری کا امتحان دیا تھا۔ اور امتحان میں پاس ہوگئے تھے اور وہ ابھی گھر میں قادیان میں تھے اور نوکری کے امیدوار تھے۔ ایک دن میں اپنے چوبارے میں عصر کے وقت قرآن شریف پڑھ رہا تھا جب میں نے قرآن شریف کا دوسرا صفحہ اُلٹنا چاہا تو اسی حالت میں میری آنکھ کشفی رنگ پکڑ گئی اور میں نے دیکھا کہ سہج رام سیاہ کپڑے پہنے ہوئے اور عاجزی کرنے والوں کی طرح دانت نکالے ہوئے میرے سامنے آ کھڑا ہوا جیسا کہ کوئی کہتا ہے کہ میرے پر رحم کرادو۔ میں نے اُس کو کہا کہ اب رحم کا وقت نہیں۔ اور ساتھ ہی خدا تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالا کہ اسی وقت یہ شخص فوت ہو گیا ہے اور کچھ خبر نہ تھی۔ بعد اس کے میں نیچے اُترا اور میرے بھائی کے پاس چھ سات آدمی بیٹھے ہوئے تھے اور اُن کی نوکری کے بارے میں باتیں کر رہے تھے۔ میں نے کہا کہ اگر پنڈت سہج رام فوت ہو جائے تو وہ عہدہ بھی عمدہ ہے۔ ان سب نے میری بات سن کر قہقہہ مار کر ہنسی کی کہ کیا چنگے بھلے کو مارتے ہو۔ دوسرے یا تیسرے دن خبر آ گئی کہ اُسی گھڑی سہج رام ناگہانی موت سے اس دنیا سے گزر گیا‘‘۔ (تذکرہ۔ صفحہ ۹۔ مطبوعہ ۱۹۶۹ء)

رؤیا صادقہ کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرما رہے ہیں:۔

’’رؤیا صادقہ میں کہ ایک کشفِ صریح کی قسم تھی۔ یہ معلوم کرایا گیا تھا کہ ایک کھتری ہندو بشمبر داس نامی جو اب تک قادیان میں بقید حیات موجود ہے، مقدمہ فوجداری سے بَری نہیں ہوگا مگر آدھی قید تخفیف ہو جائے گی۔ لیکن اس کا دوسرا ہم قید خوشحال نامی کہ وہ بھی اب تک قادیان میں زندہ موجود ہے، ساری قید بھگتے گا۔ سو اس جزوِ کشف کی نسبت یہ ابتلا پیش آیا کہ جب چیف کورٹ سے حسب پیشگوئی ایں عاجز مثلِ مقدمہٴ مذکورہ واپس آئی تو متعلقین مقدمہ نے اُس واپسی کو بریت پر حمل کر کے گاؤں میں یہ مشہور کر دیا کہ دونوں ملزم جرم سے بَری ہو گئے ہیں۔ مجھ کو یاد ہے کہ رات کے وقت میں یہ خبر مشہور ہوئی اور یہ عاجز مسجد میں عشاء کی نماز پڑھنے کو تیار تھا کہ ایک نے نمازیوں میں سے بیان کیا کہ یہ خبر بازار میں پھیل رہی ہے اور ملزمان گاؤں میں آ گئے ہیں۔ سو چونکہ یہ عاجز علانیہ لوگوں میں کہہ چکا تھا کہ دونوں مجرم ہرگز جرم سے بَری نہیں ہوں گے اس لئے جو کچھ غم اور قلق اور کرب اُس وقت گزرا سو گزرا۔ تب خدا نے کہ جو اس عاجز بندے کا ہر یک حال میں حامی ہے، نماز کے اوّل یا عین نماز میں بذریعہ الہام یہ بشارت دی: لَا تَخَفْ اِنَّکَ اَنْتَ الْاَعْلٰی (خوف مت کر، تو ہی غالب رہے گا)۔ اور پھر فجر کو ظاہر ہو گیا کہ وہ خبر بَری ہونے کی سراسر جھوٹی تھی اور انجام کار وہی ظہور میں آیا کہ جو اس عاجز کو خبر دی گئی تھی۔ (تذکرہ۔ صفحہ ۱۳۔ مطبوعہ ۱۹۶۹)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کشفی حالت میں حضرت مسیحؑ سے بھی ملاقات

کی۔فرماتے ہیں:

''تخمیناً دس برس کا عرصہ ہوا ہے جو میں نے خواب میں حضرت مسیح علیہ السلام کو دیکھا اور مسیح نے اور میں نے ایک جگہ ایک ہی برتن میں کھانا کھایا اور کھانے میں ہم دونوں ایسے بے تکلف اور بامحبت تھے کہ جیسے دو حقیقی بھائی ہوتے ہیں اور جیسے قدیم سے دو رفیق اور دلی دوست ہوتے ہیں۔اور بعد اس کے اسی مکان میں جہاں اب یہ عاجز اس حاشیہ کو لکھ رہا ہے، میں اور مسیح اور ایک اور کامل اور مکمل سید آل رسول دالان میں خوش دلی سے ایک عرصہ تک کھڑے رہے اور سید صاحب کے ہاتھ میں ایک کاغذ تھا اس میں بعض افراد خاصہ امت محمدیہ کے نام لکھے ہوئے تھے اور حضرت خداوند تعالیٰ کی طرف سے ان کی کچھ تعریفیں لکھی ہوئی تھیں۔ چنانچہ سید صاحب نے اس کاغذ کو پڑھنا شروع کیا جس سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ مسیح کو امت محمدیہ کے ان مراتب سے اطلاع دینا چاہتے ہیں کہ جو عند اللہ ان کے لئے مقرر ہیں اور اس کاغذ میں عبارت تعریفی تمام ایسی تھی کہ جو خالص خدا تعالیٰ کی طرف سے تھی۔سو جب پڑھتے پڑھتے وہ کاغذ اخیر تک پہنچ گیا اور کچھ تھوڑا ہی باقی رہا تب اس عاجز کا نام آیا جس میں خدائے تعالیٰ کی طرف سے یہ عبارت تعریفی عربی زبان میں لکھی ہوئی تھی۔هُوَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ تَوْحِیْدِیْ وَ تَفْرِیْدِی فَکَادَ اَنْ یُعْرَفَ بَیْنَ النَّاسِ ۔یعنی وہ مجھ سے ایسا ہے جیسے میری توحید اور تفرید۔سو عنقریب لوگوں میں مشہور کیا جائے گا۔یہ اخیر فقرہ فَکَادَ اَنْ یُعْرَفَ بَیْنَ النَّاس اسی وقت بطور الہام بھی القاء ہوا''۔

(براہین احمدیہ ہر چہار حصص روحانی خزائن جلد ۱ حاشیہ درحاشیہ نمبر ۱ صفحہ ۲۸۰۔۲۸۱۔تذکرہ صفحہ ۱۴۔۱۵ مطبوعہ ۱۹۶۹ء)

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے حضرت باوانانک کو بھی کشفی حالت میں دیکھا اور اس بات کا باوانانک نے اقرار کیا کہ یہ جو لوگ میرے متعلق باتیں کرتے ہیں یہ مردار خور ہیں اور جھوٹی فضولیاں کرتے ہیں۔''......میں نے دیکھا ہے۔اسی وجہ سے میں باوانانک صاحب کو عزت کی نظر سے دیکھتا ہوں۔کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ وہ اس چشمے سے پانی پیتے تھے جس سے ہم پیتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ میں اس معرفت سے بات کر رہا ہوں کہ جو مجھے عطا کی گئی''۔(اشتہار مورخہ ۱۸/اپریل ۱۸۹۷ء۔تذکرہ مطبوعہ ۱۹۶۹ء صفحہ ۱۶)

''مَیں نے کشفی حالت میں دیکھا کہ ایک شخص جو مجھے فرشتہ معلوم ہوتا ہے مگر خواب میں محسوس ہوا کہ اس کا نام شیر علی ہے۔اُس نے مجھے ایک جگہ لٹا کر میری آنکھیں نکالی ہیں اور صاف کی ہیں اور مَیل اور کدورت ان میں سے پھینک دی''۔یہ ویسا ہی کشف ہے جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوا تھا کہ فرشتوں نے لٹا کر آپ کا دل نکالا ہر قسم کی کثافت سے اسے پاک کر دیا۔

''اور ایک مصفّا نور جو آنکھوں میں پہلے سے موجود تھا مگر بعض مواد کے نیچے دبا ہوا تھا، اس کو ایک چمکتے ہوئے ستارے کی طرح بنادیا ہے اور یہ عمل کر کے پھر وہ شخص غائب ہوگیا۔اور مَیں اُس کشفی حالت سے بیداری کی طرف منتقل ہوگیا۔''(تذکرہ۔صفحہ ۳۰ و ۳۱۔ مطبوعہ ۱۹۶۹ء)

پھر ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرما رہے ہیں کہ:۔

میں نے کشفی طور پر سورۃ فاتحہ کو ایک گلاب کی صورت میں دیکھا، کھلے ہوئے گلاب کی طرح اسی طرح خوش رنگ اور اسی طرح اس میں سے خوشبو آرہی تھی۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے سورۂ فاتحہ کی جو تفسیر لکھی ہے، وہ اسی گلاب والی خواب کی تعبیر میں اسی طرح لکھی ہے جیسے ایک کھلا ہوا گلاب ہو۔(تذکرہ۔صفحہ ۵۳ و ۵۴۔ مطبوعہ ۱۹۶۹ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ یہ جو تصحیح کر رہا ہوں کاپی کی یہ ابھی پوری طرح ہوئی نہیں تھی کہ مجھے کشفی طور پر چند اوراق دکھائے گئے جن میں لکھا تھا کہ ''فتح کا نقّارہ بجے''۔''پھر ایک نے مسکرا کر ان ورقوں کی دوسری طرف ایک تصویر دکھلائی اور کہا کہ دیکھو کیا کہتی ہے تصویر تمہاری، جب اس عاجز نے دیکھا تو وہ اسی عاجز کی تصویر تھی۔اور سبز پوشاک تھی۔مگر نہایت رعب ناک جیسے سپہ سالار مسلح فتحیاب ہوتے ہیں۔اور تصویر کے یمین و یسار میں لکھا تھا ''حجۃ اللہ القادر وسلطان احمد مختار''۔یہ انیسویں ذوالحجہ ۱۳۰۰ ہجری بمطابق ۲۲/اکتوبر ۱۸۸۳ء کا واقعہ ہے۔

(براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ ۵۱۵۔۵۱۶ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳)

''ایک مرتبہ مجھے یاد ہے کہ مَیں نے عالمِ کشف میں دیکھا کہ بعض احکام قضاء وقدر مَیں نے اپنے ہاتھ سے لکھے ہیں کہ آئندہ زمانے میں ایسا ہوگا۔اور پھر اُس کو دستخط کرانے کے لئے خداوند قادرِ مطلق جلّ شانہٗ کے سامنے پیش کیا ہے۔اور یاد رکھنا چاہئے کہ مکاشفات اور رؤیا صالحہ میں اکثر ایسا ہوتا کہ بعض صفاتِ جمالیہ یا جلالیہ الٰہیہ انسان کی شکل پر متمثّل ہو کر صاحب کشف کو نظر آجاتے ہیں۔اور مجازی طور پر وہ یہی خیال کرتا ہے کہ وہی خداوند قادرِ مطلق ہے۔اور یہ امر ارباب کشوف میں شائع و متعارف و معلوم الحقیقت ہے جس سے کوئی صاحبِ کشف انکار نہیں کر سکتا۔غرض وہی صفت جمال جو بعالم کشف قوّت متخیّلہ کے آگے ایسی دکھلائی دی تھی جو خداوند قادر مُطلق ہے۔اُس ذاتِ بیچون وبیچگون کے آگے وہ کتاب قضاء وقدر پیش کی گئی اور اُس نے جو ایک حاکم کی شکل پر مُتمثّل تھا اپنے قلم کو سُرخی کی دوات میں ڈبو کر اوّل اُس سُرخی کو اِس عاجز کی طرف چھڑکا اور بقیہ سُرخی کا قلم کے مونہہ میں رہ گیا۔اُس سے اُس کتاب پر دستخط کر دیئے اور ساتھ ہی وہ حالت کشفیہ دُور ہوگئی۔اور آنکھ کھول کر جب خارج میں دیکھا تو کئی قطرات سُرخی کے تازہ بتازہ کپڑوں پر پڑے۔چنانچہ ایک صاحب عبداللہ نام جو سنور ریاست پٹیالہ کے رہنے والے تھے۔اور اُس وقت اِس عاجز کے پاس نزدیک ہو کر بیٹھے ہوئے تھے دو یا تین قطرہ سرخی کے اُن کی ٹوپی پر پڑے''۔اب کوئی کہہ سکتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے جسم سے خون نکلا تھا لیکن سنوری صاحب کی ٹوپی پر کیسے جا پڑا اور اوپر چھت کی طرف دیکھا گیا تھا وہاں کوئی چھپکلی وغیرہ کوئی جانور ایسا نہیں تھا جس کے متعلق یہ گمان ہو کہ اس کی دم کٹی ہے اس کا خون گرا ہے۔''پس وہ سُرخی جو ایک امر کشفی تھا وجود خارجی پکڑ کر نظر آگئی۔اسی طرح اور کئی مکاشفات ہیں جن کا لکھنا موجب تطویل ہے، مشاہدہ کیا گیا ہے۔''

(سرمہ چشم آریہ۔ صفحہ ۱۳۱ و ۱۳۲۔ حاشیہ)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام سے عبداللہ سنوری صاحب نے وہ قمیص مانگ لی تھی جس پر سرخی کے نشان تھے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو یہ گمان گزرا کہ اس سے بعد میں شرک نہ پیدا ہو اس لئے آپ نے شرط یہ لگائی کہ یہ قمیص تمہارے ساتھ ہی دفن ہوگی چنانچہ منشی عبداللہ سنوری صاحب اسی قمیص میں دفن کئے گئے۔

کشف ہے ۱۸۸۷ء کا فرماتے ہیں کہ ''ایک دفعہ مولوی محمد حسین بٹالوی کا ایک دوست انگریزی خواں نجف علی نام (جو کہ کابل بھی گیا تھا اور شاید اب بھی وہاں ہے) میرے پاس آیا اور اُس کے ہمراہ محبّی مرزا خدا بخش صاحب بھی تھے۔ہم تینوں سیر کے لئے باہر گئے تو راستے میں کشفی طور پر مجھے معلوم ہوا کہ نجف علی نے میری مخالفت اور نفاق میں کچھ باتیں کی ہیں۔ چنانچہ یہ کشف اُس کو سنایا گیا تو اُس نے اقرار کیا کہ یہ بات صحیح ہے۔''میں نے اسی طرح آپ کے خلاف باتیں کی تھیں۔(تذکرہ۔صفحہ ۱۴۸۔ مطبوعہ ۱۹۶۹ء)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں:۔''بارہا غوث اور قطبِ وقت میرے پر مکشوف کئے گئے جو میری عظمت مرتبت پر ایمان لائے ہیں اور لائیں گے۔''(تذکرہ۔صفحہ ۱۶۲۔ مطبوعہ ۱۹۶۹ء) یعنی غوثوں کی قبر پر جو دعا کی گئی وہ قبریں پھٹیں اور وہ بزرگ نکلے اور باہر نکل کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی صداقت کا اقرار کیا۔

''ایک صاف اور صریح کشف میں مجھ پر ظاہر کیا گیا کہ ایک شخص حارث نام یعنی

الوصیہ وریہ

For any Business/Commercial Requirments

Complete Financial Packages Can Be Arranged

Contact:

Iqbal Ahmad BA AIB MIAP

Former Bank Executive Vice President/General Manager UK

Tel. & Fax: 020 8874 2233 + Mobile: 07957-260666

www.commloans.co.uk --- e-mail: comm.it@virgin.net

NACFB Member of the National Association of Commercial Finance Brokers

حرّاث (بڑا زمیندار) آنے والا جو ابوداؤد کی کتاب میں لکھا ہے، یہ خبر صحیح ہے۔ اور یہ پیشگوئی اور مسیح کے آنے کی پیشگوئی درحقیقت یہ دونوں اپنے مصداق کے رُو سے ایک ہی ہیں۔ یعنی اِن دونوں کا مصداق ایک ہی شخص ہے جو یہ عاجز ہے۔'' (تذکرہ۔ صفحہ ۱۷۶۔ مطبوعہ ۱۹۶۹ء)

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:۔ ''خدا تعالیٰ نے مجھے ایک کشف کے ذریعہ سے اطلاع دی ہے کہ سورۃ العصر کے اعداد سے بحساب ابجد معلوم ہوتا ہے'' اس کے اعداد بنتے ہیں چار ہزار سات سو انتالیس برس تو ابتدائے دنیا سے لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے وصال تک قمری حساب بعینہٖ اتنے ہی سال ہیں۔

(تحفہ گولڑویہ۔ روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۲۵۱ و ۲۵۲۔ تذکرہ صفحہ ۱۷۹ مطبوعہ ۱۹۶۹)

''کشفی حالت میں اِس عاجز نے دیکھا کہ انسان کی صورت پر دو شخص ایک مکان میں بیٹھے ہیں۔ ایک زمین پر اور ایک چھت کے قریب بیٹھا ہے۔ تب مَیں نے اُس شخص کو جو زمین پر تھا، مخاطب کر کے کہا کہ مجھے ایک لاکھ فوج کی ضرورت ہے۔ مگر وہ چُپ رہا اور اُس نے کچھ بھی جواب نہ دیا۔ تب مَیں نے اُس دوسرے کی طرف رجوع کیا جو چھت کے قریب اور آسمان کی طرف تھا اور اُسے مَیں نے مخاطب کر کے کہا کہ مجھے ایک لاکھ فوج کی ضرورت ہے۔ وہ میری اِس بات کو سن کر بولا کہ ایک لاکھ نہیں ملے گی مگر پانچ ہزار سپاہی دیا جائے گا''۔ چنانچہ یہ پانچ ہزاری فوج جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو عطا ہوئی ہے یہ اسی کشف کے نتیجے میں ملی ہے۔ یہ پانچ ہزار اُس زمانے میں تھے اب تو پھیل کر بہت بڑھ گئے ہیں۔ اس سے مراد واقفین زندگی ہیں اور اب سب دنیا کا حساب لگائیں جس میں وقف کی روح کے ساتھ لوگ کام کر رہے ہیں تو وہ ایک لاکھ کے قریب بھی پہنچتے ہوں گے۔'' تب مَیں نے اپنے دل میں کہا کہ اگرچہ پانچ ہزار تھوڑے آدمی ہیں پر اگر خدائے تعالیٰ چاہے تو تھوڑے بہتوں پر فتح پا سکتے ہیں۔ اُس وقت مَیں نے یہ آیت پڑھی: كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً بِاِذْنِ اللّٰهِ۔''

(تذکرہ۔ صفحہ ۱۷۷ و ۱۷۸۔ مطبوعہ ۱۹۶۹ء)

۱۸۹۱ء ''یہ وہ زمانہ ہے جو اس عاجز پر کشفی طور پر ظاہر ہوا۔ جو کمال طغیان اس کا اُس سن ہجری میں شروع ہوگا جو آیت: وَ اِنَّا عَلٰی ذَهَابٍ بِهٖ لَقَادِرُوْنَ (یقیناً ہم اُس کو لے جانے پر قادر ہیں) میں بحساب جمل مخفی ہے۔ یعنی ۱۲۷۴ ہجری۔'' (تذکرہ۔ صفحہ ۱۸۵۔ مطبوعہ ۱۹۶۹ء) یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کا زمانہ ہے۔

کشف ۱۸۹۱ء: ''جب مولوی محمد حسین صاحب نے ہمارے کفر کا فتویٰ دیا اور لوگوں کو بھڑکایا کہ یہ مسلمان نہیں، ان کے جنازے درست نہیں اور ان کو مسلمانوں کے قبرستانوں میں دفن نہ ہونے دیا جاوے۔ اُس وقت چونکہ بغض وعداوت بڑھ گئی تھی، ہم گویا تنہا رہ گئے۔ اُس وقت مَیں نے کشفی حالت میں دیکھا کہ میرے بڑے بھائی مرزا غلام قادر مرحوم کی شکل پر ایک شخص آیا ہے۔ مگر مجھے فوراً معلوم کرایا گیا کہ یہ فرشتہ ہے۔ مَیں نے کہا کہ تم کہاں سے آئے ہو؟ اُس نے کہا کہ جِئْتُ مِنْ حَضْرَةِ الْوِتْرِ۔ مَیں جناب باری سے آیا ہوں۔ مَیں نے کہا کہ کیوں؟۔ اُس نے کہا کہ بہت سے لوگ تم سے الگ ہو گئے ہیں اور تمہاری عداوت میں بڑھتے جاتے ہیں۔ یہ پیغام دینے آیا ہوں۔ مَیں نے اُس کو الگ ہو کر ایک بات کہنی چاہی۔ جب وہ الگ ہوا تو مَیں نے کہا کہ لوگ تو مجھ سے علیحدہ ہو گئے ہیں مگر کیا تم بھی الگ ہو گئے ہو؟ اُس نے کہا: نہیں، ہم تو تمہارے ساتھ ہیں۔ معاً میری حالتِ کشف اس پر جاتی رہی۔'' (تذکرہ۔ صفحہ ۱۸۸۔ مطبوعہ ۱۹۶۹ء)

''ایک کشفی رنگ میں مَیں نے دیکھا کہ مَیں نے نئی زمین اور نیا آسمان پیدا کیا ہے اور پھر مَیں نے کہا کہ آؤ اب انسان کو پیدا کریں۔ اس پر نادان مولویوں نے شور مچایا کہ دیکھو اب اس شخص نے خدائی کا دعویٰ کیا۔ حالانکہ اس کشف سے یہ مطلب تھا کہ خدا میرے ہاتھ پر ایک ایسی تبدیلی پیدا کرے گا کہ گویا آسمان اور زمین نئے ہو جائیں گے اور حقیقی انسان پیدا ہوں گے۔''

(تذکرہ۔ صفحہ ۱۹۳۔ مطبوعہ ۱۹۶۹ء)

یہ محاورہ تو ایسا ہی ہے جیسے قرآن کریم میں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتا ہے ﴿مَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى﴾ کہ جب تو نے تیر چلایا یا کنکروں کی مٹھی پھینکی تو تو نے نہیں وہ اللہ تعالیٰ نے پھینکی تھی۔ پھر فرماتا ہے: ﴿يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ﴾ ہاتھ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا مومنوں کے ہاتھ پر تھا لیکن فرمایا اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھ پر ہے۔ تو یہ محاورے ہوتے ہیں اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ نعوذ باللہ من ذالک شرک کیا جا رہا ہے۔

''چند روز کا ذکر ہے کہ اس عاجز نے اس طرف توجہ کی کہ کیا اس حدیث کا جو اَلْاٰيَاتُ بَعْدَ الْمِأَتَيْنِ ہے ایک یہ بھی منشاء ہے کہ تیرہویں صدی کے اواخر میں مسیح موعود کا ظہور ہوگا اور کیا اس حدیث کے مفہوم میں بھی یہ عاجز داخل ہے۔ تو مجھے کشفی طور پر اس مندرجہ ذیل نام کے اعداد حروف کی طرف توجہ دلائی گئی کہ دیکھ یہی مسیح ہے کہ جو تیرھویں صدی کے پورے ہونے پر ظاہر ہونے والا تھا۔ پہلے سے یہی تاریخ ہم نے نام میں مقرر کر رکھی تھی اور وہ یہ نام ہے ''غلام احمد قادیانی''۔ اس نام کے عدد پورے تیرہ سو ہیں اور اس قصبے قادیان میں بجز اس عاجز کے اور کسی شخص کا غلام احمد نام نہیں۔ بلکہ میرے دل میں ڈالا گیا ہے کہ اس وقت بجز اس عاجز کے تمام دنیا میں غلام احمد قادیانی کسی کا بھی نام نہیں اور اس عاجز کے ساتھ اکثر یہ عادت اللہ جاری ہے کہ وہ سبحانہٗ بعض اسرار اعداد حروف تہجی میں میرے پر ظاہر کر دیتا ہے''۔

(ازالۂ اوہام۔ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ تذکرہ صفحہ ۱۷۹ مطبوعہ ۱۹۶۹ء)

پھر ۱۸۹۲ء میں ایک کشف ہے ''بارہا اس عاجز کا نام مکاشفات میں غازی رکھا گیا ہے''۔ (تذکرہ۔ صفحہ ۱۹۶۔ مطبوعہ ۱۹۶۹ء)

۱۸۹۲ء: ''میرے پر یہ کشفاً ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ زہرناک ہوا جو عیسائی قوم سے دنیا میں پھیل گئی۔ حضرت عیسیٰ کو اس کی خبر دی گئی۔ تب اُن کی روح رُوحانی نزول کے لئے حرکت میں آئی اور اُس نے جوش میں آ کر اور اپنی امّت کو ہلاکت کا مفسدہ پرداز پا کر زمین پر اپنا قائم مقام اور شبیہ چاہا جو اُس کا ایسا ہم طبع ہو کہ گویا وہی ہو۔ سو اُس کو خدائے تعالیٰ نے وعدہ کے موافق ایک شبیہ عطا کیا اور اس میں مسیح کی ہمت اور سیرت اور روحانیت نازل ہوئی اور اس میں اور مسیح میں بشدّت اتّصال کیا گیا۔ گویا وہ ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے بنائے گئے اور مسیح کی توجہات نے اس کے دل کو اپنا قرارگاہ بنایا اور اس میں ہو کر اپنا تقاضا پورا کرنا چاہا۔ پس ان معنوں سے اُس کا وجود مسیح کا وجود ٹھہرا اور مسیح کے پُرجوش ارادات اس میں نازل ہوئے جن کا نزول الہامی استعارات میں مسیح کا نزول قرار دیا گیا۔'' (تذکرہ۔ صفحہ ۲۰۹۔ مطبوعہ ۱۹۶۹ء) یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نزول۔

''اور مَیں نے بارہا عیسیٰ علیہ السلام کو خواب میں دیکھا اور بارہا کشفی حالت میں ملاقات ہوئی اور ایک ہی خوان میں میرے ساتھ اُس نے کھایا۔ اور ایک دفعہ مَیں نے اس کو دیکھا اور اس فتنے کے بارے میں پوچھا جس میں اُس کی قوم مبتلا ہوگئی ہے۔ پس اُس پر دہشت غالب ہوگئی اور خدا تعالیٰ کی عظمت کا اُس نے ذکر کیا اور اُس کی تسبیح اور تقدیس میں لگ گیا اور زمین کی طرف اشارہ کیا اور کہا کہ مَیں تو صرف خاکی ہوں اور ان تہمتوں سے بَری ہوں جو مجھ پر لگائی جاتی ہیں۔ پس مَیں نے اس کو ایک متواضع اور کسر نفسی کرنے والا آدمی پایا۔''

(تذکرہ۔ صفحہ ۲۵۳۔ مطبوعہ ۱۹۶۹ء)

فرماتے ہیں: ''مجھے کشفی طور پر عین بیداری میں بارہا بعض مُردوں کی ملاقات کا اتفاق ہوا ہے اور مَیں نے بعض فاسقوں اور گمراہی اختیار کرنے والوں کا جسم ایسا سیاہ دیکھا ہے کہ گویا وہ دھوئیں سے بنایا گیا ہے۔'' (تذکرہ۔ صفحہ ۲۹۰۔ مطبوعہ ۱۹۶۹ء)

''اسلامی اصول کی فلاسفی'' کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو کشفی طور پر جو فتح کی حیرت انگیز خوشخبری دی گئی تھی اور جو بڑی شان کے ساتھ پوری ہوئی اس کے متعلق فرماتے ہیں:۔

''عالم کشف میں اس کے متعلق دیکھا کہ میرے محل پر غیب سے ایک ہاتھ مارا گیا۔ اور اس ہاتھ کے چھونے سے اس محل میں سے ایک نورِ ساطعہ نکلا جو اردگرد پھیل گیا اور میرے ہاتھوں پر بھی اس کی روشنی پڑی۔ تب ایک شخص جو میرے پاس کھڑا تھا وہ بلند آواز سے بولا کہ اَللّٰهُ اَكْبَر خَرِبَتْ خَيْبَر۔ اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس محل سے میرا دل مراد ہے جو جائے نزول وحلولِ انوار ہے۔ اور وہ نور قرآنی معارف ہیں اور خیبر سے مراد تمام خراب مذہب ہیں جن میں شرک اور باطل کی ملونی ہے۔ اور

مریدوں سے شفقت

حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ نے ۲۸ر دسمبر ۱۹۲۵ء کو جلسہ سالانہ قادیان کے سٹیج سے ''ذکر حبیب'' کے زیر عنوان تقریر کرتے ہوئے یہ دلچسپ واقعہ بیان فرمایا کہ ۱۹۰۵ء میں ہم سب لوگ باغ میں مقیم تھے جہاں حضرت نانا جان میر ناصر نواب صاحبؓ نے چند چھوٹے چھوٹے پودے لگوائے تھے جنہیں لوگوں کے ادھر ادھر پھرنے سے کسی قدر نقصان پہنچنے کا احتمال تھا۔ ایک دفعہ حضرت مولوی نورالدین صاحب، حضرت مولوی عبدالکریم صاحب اور بعض اور دوست کبھی ایک جگہ بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت میر صاحبؓ تشریف لے آئے اور فرمانے لگے کہ ہم نے بڑی مشکل اور بڑی احتیاط کے ساتھ یہ پودے لگائے تھے جو لوگوں کی بے احتیاطی سے خراب ہو جائیں گے۔ یہ سن کر حضرت مولوی نورالدین صاحب نے فرمایا: ''آپ کو اپنے درخت پیارے ہیں اور مرزا کو اپنے مرید پیارے ہیں''۔ (الفضل ۱۵؍جنوری ۱۹۲۶ء صفحہ ۳)

انسان کوخدا کی جگہ دی گئی یا خدا کی صفات کواپنے کامل محل سے نیچے گرادیا ہے۔

سو مجھے جتلایا گیا کہ اس مضمون کے خوب پھیلنے کے بعد جھوٹے مذہبوں کا جھوٹ کھل جائے گا۔ اور قرآنی سچائی دن بدن زمین پر پھیلتی جائے گی جب تک کہ وہ اپنا دائرہ پورا کرے۔ پھر میں اس کشفی حالت سے الہام کی طرف منتقل کیا گیا اور مجھے یہ الہام ہوا۔ اِنَّ اللّٰہَ مَعَکَ ۔ اِنَّ اللّٰہَ یَقُوْمُ اَیْنَمَا قُمْتَ ۔ یعنی خدا تیرے ساتھ ہے۔ خدا وہیں کھڑا ہوتا ہے جہاں تو کھڑا ہو۔ یہ حمایتِ الٰہی کے لئے ایک استعارہ ہے''۔

(انجام آتھم ۔صفحہ ۲۹۹، حاشیہ۔ تذکرہ صفحہ ۲۹۰۔۲۹۱، مطبوعہ ۱۹۶۹ء)

اب یہ پیشگوئی تو اس شان کے ساتھ پوری ہوچکی ہے کہ کوئی انسان بد باطن ہی ہو تو اس کا انکار کرسکتا ہے۔ ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' ایک ایسی کتاب ہے جس کے متعلق ٹالسٹائے نے اس زمانے میں یہ کہا تھا کہ کسی بہت ہی عظیم الشان انسان کے ہاتھ کی لکھی ہوئی کتاب ہے ،کوئی معمولی کتاب نہیں۔ اور تمام دنیا میں اب بھی یہ کتاب اس بات کی گواہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے جو کشفی حالت میں وعدے کئے تھے وہ بعینہٖ اسی طرح پورے ہوئے ہیں۔

پھر ۱۸۹۷ء کا الہام ہے: ''نَفَخْتُ فِیْکَ مِنْ لَّدُنِّیْ رُوْحَ الصِّدْقِ ......میں جو لفظ لَدُنْ کا ذکر ہے۔ اُس کی شرح کشفی طور پر یوں معلوم ہوئی کہ ایک فرشتہ خواب میں کہتا ہے کہ یہ مقام لَدُنْ جہاں تجھے پہنچایا گیا، یہ وہ مقام ہے جہاں ہمیشہ بارشیں ہوتی رہتی ہیں اور ایک دم بھی بارش نہیں تھمتی۔'' (تذکرہ۔ صفحہ ۲۹۹۔ مطبوعہ ۱۹۶۹ء)

اب انگلستان میں بھی ایک لُڈ گیٹ (Lud Gate) ہے جہاں مذہبی بحثیں ہوتی رہتی ہیں اور انگلستان کے لُڈ گیٹ کی تشریح مجھے سمجھ آئی ہے کہ یہی مراد ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے غلاموں کو لُڈ گیٹ پر بحثوں کے دوران عظیم الشان فتح نصیب ہوگی۔

''عالم کشف میں مَیں نے دیکھا کہ زمین نے مجھ سے گفتگو کی اور کہا: یَا وَلِیَّ اللّٰہِ کُنْتُ لَآ اَعْرِفُکَ ۔ یعنی اے خدا کے ولی! مَیں تجھ کو پہچانتی نہ تھی۔'' (تذکرہ۔ صفحہ ۲۹۹۔ مطبوعہ ۱۹۶۹ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ٹیکس لگانے کی بڑی کوششیں کی گئیں چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے ایک دفعہ دیکھا کہ ہندو تحصیلدار ہے بٹالہ کا جو تُلا ہوا ہے اس بات پر کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ٹیکس لگا کے چھوڑے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے کشفی طور پر یہ دیکھا کہ وہ ہندو تبدیل ہوگیا ہے اور اس کی جگہ ایک مسلمان تحصیلدار بنایا گیا ہے۔ اور وہ انصاف کے ساتھ فیصلہ کرے گا۔ چنانچہ بہت سے لوگوں کو یہ کشف بتا دیا گیا اور اس میں جو نام لکھے ہوئے ہیں۔ ان میں انسپکٹر مدارس جموں وکشمیر بھی تھے، خواجہ جمال الدین صاحب بھی تھے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے اس کشف کی روشنی میں بعینہٖ ایسا ہوا، جس کی پیشگوئی اس کشف میں کی گئی تھی۔ ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع گورداسپور کو رپورٹ بھیج دی گئی جس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے حق میں فیصلہ کردیا۔ (تذکرہ۔ صفحہ ۳۱۸۔۳۱۹۔ مطبوعہ ۱۹۶۹ء)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا ایک کشف ہے:

''ایک بار ہم نے کرشن جی کو دیکھا وہ کالے رنگ کے تھے اور پتلی ناک، کشادہ پیشانی والے ہیں۔ کرشن جی نے اٹھ کر اپنی ناک ہماری ناک سے اور اپنی پیشانی ہماری پیشانی سے ملا کر چسپاں کردی'' (الحکم جلد ۱۲ نمبر ۱۷ مورخہ ۶/مارچ ۱۹۰۸ء صفحہ ۷، تذکرہ صفحہ ۳۸۱ مطبوعہ ۱۹۶۹)

اب مجھے نیوزی لینڈ میں جانے کا اتفاق ہوا تو وہاں بھی یہی رسم دیکھی۔ مجھے اس وقت سمجھ نہیں آئی کہ کیا قصہ ہے۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ عبارت پڑھ کر مجھے پتہ چلا کہ پرانے زمانے کے لوگوں میں یہ رواج تھا۔ جب میں وہاں کے سرداروں سے ملا تو انہوں نے اٹھ کر میری پیشانی کے ساتھ اپنی پیشانی اور میری ناک کے ساتھ اپنی ناک رگڑی۔ یہ تعجب تو ہوا تھا اس وقت لیکن سمجھ نہیں آئی تھی۔ اب اس کشف کو پڑھ کر سمجھ آئی ہے کہ یہ پرانا رواج چلا آرہا ہے۔

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے تھے:-

''ہم نے کشف میں دیکھا کہ قادیان ایک بڑا عظیم الشان شہر بن گیا اور انتہائی نظر سے بھی پَرے تک بازار نکل گئے۔ اونچی اونچی دومنزلی یا چومنزلی یا اس سے بھی زیادہ اونچے اونچے چبوتروں والی دکانیں عمدہ عمارت کی بنی ہوئی ہیں اور موٹے موٹے سیٹھ، بڑے بڑے پیٹ والے جن سے بازار کو رونق ہوتی ہے، بیٹھے ہیں۔ اور اُن کے آگے جواہرات اور لعل اور موتیوں اور ہیروں، روپوں اور اشرفیوں کے ڈھیر لگ رہے ہیں۔ اور قسما قسم کی دوکانیں خوبصورت اسباب سے جگمگا رہی ہیں۔ یکّے، بگھیاں، ٹمٹم، پالکیاں، گھوڑے، شکرمیں، پیدل، اِس قدر بازار میں آتے جاتے ہیں کہ مونڈھے سے مونڈھا بھڑ کر چلتا ہے اور راستہ بمشکل ملتا ہے۔'' (تذکرہ۔ صفحہ ۳۹۳ و ۳۹۴ از مضمون پیر سراج الحق صاحبؓ۔ مندرجہ الحکم جلد ۶ ۔پرچہ ۳۰/اپریل ۱۹۰۲ء)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''مَیں نے ایک دفعہ کشف میں اللہ تعالیٰ کو تمثّل کے طور پر دیکھا۔ میرے گلے میں ہاتھ ڈال کر فرمایا: جے تُوں میرا ہو رہیں سب جگ تیرا ہو۔'' (تذکرہ صفحہ ۴۷۱) بہت ہی پیار کا اظہار ہے کہ اگر تو میرا ہوجائے تو سارا جگ ہی تیرا ہوجائے اور یہ بات درست ہے کہ جس کا اللہ ہوجائے پھر اس کا سارا جگ ہوجاتا ہے۔

اس ضمن میں مجھے خیال آیا کہ آپ کو یہ بھی سمجھا دوں کہ دعا کرتے وقت دعا یہ کرنی چاہئے کہ اللہ دل کو ہر قسم کے حرص اور ہوا سے خالی کردے۔ یہ بہترین دعا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ اپنا ایک واقعہ لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ کشمیر میں جاتے ہوئے آپ نے ایک فقیر کو دیکھا کہ لنگوٹی پہنے بیٹھا تھا اور بہت اچھل رہا تھا کہ بہت خوش ہوں آج تو مزا آگیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے پوچھا، اس وقت خلیفہ نہیں تھے۔ حکیم نورالدین صاحب نے پوچھا کہ بتا تجھے کیا مل گیا وہی لنگوٹی جو پہلے ہوا کرتی تھی اور کچھ بھی نہیں تیرے پاس تو اتنی چھلانگیں کیا مار رہے ہو۔ اس نے کہا جدھیاں ساریاں مُراداں پوریاں ہوجان او خوش کیوں نہ ہوئے۔ انہوں نے کہا ساری مرادیں کیا پوری ہوئی ہیں۔ اس نے کہا جس کے دل میں مراد ہی کوئی نہ رہے، اس کی سب مرادیں پوری ہوجاتی ہیں۔ پس یہ دعائیں کرنی چاہئیں کہ دل حرص و ہوا سے خالی ہوجائے اور جو کچھ قناعت کا مقام ہے وہ انسان کو نصیب ہو۔

اب میں خلاصۃً ایک دکھی بچی کا خط آپ کو سنا دیتا ہوں۔ ایک بڑی دکھی بچی نے مجھے خط میں لکھا ہے کہ میری شادی ہوئی ہے اور میرے ماں باپ غریب تھے اس لئے زیادہ جہیز نہیں دے سکے۔ مجھے ہر وقت سسرال کی طرف سے یہ طعنے ملتے ہیں کہ یہ لڑکی لے کے کیا آئی ہے۔ پھوٹی کوڑی بھی اس کے پاس نہیں ہے۔ وہ کہتی ہے اتنا میرا دل دکھی ہوتا ہے کہ میں صرف آپ کو بتا رہی ہوں کہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ میرے دل پہ کیا بیتتی ہے؟ پس میں اس خطبے کے آخر پر احباب کو نصیحت کرتا ہوں کہ اول تو جہیز کو اہمیت ہی نہ دیں کہ جس حالت میں کوئی غریب انسان ہے اسی حالت میں لڑکی کو رخصت کرے۔ لڑکی جہیز ہے، لڑکی کے کپڑے اس کے زیور جہیز نہیں ہیں۔ لڑکی اچھی صورت کی ہو، اچھی سیرت کی ہو تو اس سے بڑا جہیز اور کوئی نہیں ہے۔ پس لڑکی پر نگاہ رکھ کر اس سے شادی کریں۔ پہلے سے فیصلہ کرکے دیکھیں کہ لڑکی اچھی اور گھر کے قابل ہے کہ نہیں پھر اس کے بعد کسی جہیز کا مطالبہ کرنا بالکل ناجائز ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سنت پر عمل کریں کہ کس طرح سادہ کپڑوں میں اپنی بیٹی کو رخصت کیا ہے۔ کوئی جہیز وغیرہ ساتھ نہیں گیا۔ پس اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

>> Alislam Store Online >>

You can order:

☆.Holy Quran Translations, Holy Quran Commentary,

☆.Roohani Khazain CDs, Books (English, Urdu, Arabic),

☆.Magazines Subscriptions :

(Review of Religions, Alfazl International)

☆.Audio CDs, DVDs & Video Cassetts of Questions & Answer

All from the convenience of your home using credit card at secure internet website of Alislam Store, and have them delivered at your door step anywhere in the world.

Visit now at http://store.alislam.org

بین الاقوامی تنازعات اور سال ۲۰۰۲ء

(رشید احمد چوہدری - لندن)

سال گزشتہ ۲۰۰۲ء بہت ساری تلخ یادوں کے ساتھ ہم سے رخصت ہوگیا۔ اس سال دنیا بھر میں کئی بین الاقوامی تنازعات اٹھ کھڑے ہوئے اور کئی جو پہلے سے موجود تھے شدت اختیار کر گئے۔ دنیا کے بعض علاقوں میں بہت تباہی ہوئی۔ انسانی جانوں کا ضیاع ہوا اور لکھوکھہا انسان اپنے گھروں اور بستیوں سے بے گھر اور بے دخل ہوئے۔ کئی ایک فاقوں کی وجہ سے اور کئی شدت موسم کی وجہ سے اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھے۔

امریکہ کو افغانستان میں اپنے پیر جمانے کا موقع ملا۔ القاعدہ اور طالبان کو مکمل شکست ہوئی۔ عراق کے خلاف بین الاقوامی مہم تیز کر دی گئی۔ اسرائیل کو فلسطینیوں کے خلاف سخت اقدام کرنے کی کھلی چھٹی مل گئی۔ بھارت اور پاکستان کی فوجیں ایک دوسرے کے سامنے ایستادہ رہیں اور کشمیر کا مسئلہ اور گھمبیر ہوتا چلا گیا۔ یورپی ممالک میں بھی دہشت گردی کا سلسلہ بڑھتا گیا۔ دنیا کے کئی علاقوں میں امریکی اور اسرائیلی پالیسیوں کے خلاف مظاہرے ہوئے۔ بعض ممالک میں ان کے مفادات کو نقصان پہنچایا گیا۔ اس طرح سال ۲۰۰۲ء کا اختتام دنیا بھر کو مزید تباہی کے کنارے پر لے گیا۔

دہشت گردی کے حوالے سے ایک اور ملک فلپائن بھی اہمیت کا حامل ہے جہاں گزشتہ کئی برسوں سے ابوسیاف نامی گروپ نے دہشت اور خوف پھیلا رکھا ہے۔ اس گروپ کی زیادہ تر کارروائی غیر ملکیوں کو اغوا کرنے تک محدود رہی ہے۔

قضیہ فلسطین

اسرائیل کی فوج نے تقریباً پورا سال فلسطینیوں کے خلاف آپریشن جاری رکھا جو ابھی تک جاری ہے۔ اسرائیلی فوج کسی بھی فلسطینی علاقے میں داخل ہو کر فلسطینی نوجوانوں کو گرفتار کر لیتی ہے اور مزاحمت کرنے پر ان کو قتل کر دیا جاتا ہے اور ان کے گھر مسمار کر دئے جاتے ہیں۔ یاسر عرفات نے سال گزشتہ کا زیادہ تر حصہ اسرائیلی فوج کے محاصرے میں گزارا۔

جوابی حملے کے طور پر حماس اور دیگر تنظیمیں فلسطینیوں کو اسرائیل کے خلاف تیار کرتی ہیں۔ ان کو اسرائیل کے اندر خودکش حملوں کے لئے بھجواتی ہیں جہاں وہ اپنی جانیں دے کر چند اسرائیلی لوگوں کو مارنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ اس طرح دونوں طرف سے خون خرابے کا سلسلہ جاری ہے۔ بہت سے ممالک بشمول اسلامی ممالک کے اسرائیل کی پالیسیوں پر تنقید کرتے ہیں مگر امریکہ ان پالیسیوں کو اسرائیل کا حق سمجھتا ہے۔

افغانستان

افغانستان سارا سال بین الاقوامی سیاست کی توجہ کا مرکز بنا رہا۔ یہاں بھی امن کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ امریکہ القاعدہ کے نیٹ ورک کو جڑ سے اکھاڑنے کے لئے فوجی کارروائیاں کرتا رہا۔

ایک اندازے کے مطابق افغانستان میں امریکہ اور نیٹو کی فوجوں کے ہاتھوں ۲۰ ہزار سے زائد افغانی مارے گئے۔ بے شمار لوگ اپنے گھروں کو چھوڑ کر پاکستان، ایران اور دیگر قریبی ممالک میں پناہ گزین بن گئے جہاں وہ کسمپرسی کی حالت میں اپنی زندگی گزارنے پر مجبور ہیں۔ ملک کے اندر بھی لوگوں پر خوف طاری ہے۔ بعض لوگ یہ یقین رکھتے ہیں کہ طالبان کے لیڈر مُلّا عمر اور القاعدہ کا لیڈر اسامہ بن لادن دونوں زندہ ہیں اور افغانستان کے بارڈر پر چھپے ہوئے وہ اپنے ساتھیوں کو منظّم کر کے افغانستان میں غیر ملکیوں پر حملے کرواتے رہتے ہیں۔ اس وقت صورتحال یہ ہے کہ کابل کے سوا وہاں کے ۳۰ صوبوں میں مقامی سردار بادشاہ بنے ہوئے ہیں اور ایک دوسرے کے ساتھ چپقلش جاری ہے۔

شمالی کوریا

صدر بُش نے شمالی کوریا کو بھی 'برائی کا محور' قرار دے رکھا ہے۔ شمالی کوریا کا ایٹمی پروگرام اس وقت بین الاقوامی توجہ کا مرکز بنا ہوا ہے۔ شمالی کوریا جو ۱۲۰۵۴۰ مربع کلومیٹر رقبے پر پھیلا ہوا ملک ہے اسے ۹ ستمبر ۱۹۴۸ء کو آزادی ملی تھی۔ اس ملک میں شرح خواندگی ۹۹ فیصد ہے۔ نظام حکومت کمیونسٹ ہے۔ ملک میں بدھ ازم کے علاوہ کنفیوشس کے پیروکار اور عیسائی آباد ہیں۔

کوریا کی جنگ کا اختتام جس تقسیم پر ہوا اس نے کوریا کے شمالی اور جنوبی حصوں میں نفرت کو قائم رکھا۔ جنوبی کوریا کو امریکہ کی سرپرستی، تعاون اور فوجی معاونت حاصل ہے اس لئے شمالی کوریا بھی اپنی دفاعی قوت کو برقرار رکھنا چاہتا ہے۔

شمالی کوریا نے ۱۹۹۴ء میں امریکہ کے ساتھ ایک معاہدے کے تحت اپنا ایٹمی پروگرام منجمد کر دیا تھا۔ اس کے بدلے امریکہ نے شمالی کوریا کو صنعتوں کے چلانے کے لئے سالانہ پانچ لاکھ ٹن تیل کی فراہمی کا وعدہ کیا تھا مگر وہ اپنے وعدے پر قائم نہ رہا اور سال میں ایک لاکھ ۵۲ ہزار ٹن تیل کا ایندھن فراہم کیا جو شمالی کوریا کی ضروریات کے لئے ناکافی تھا۔ شمالی کوریا کے وزیر خارجہ نے اس وقت بھی امریکہ کو متنبہ کر دیا تھا کہ اگر اس نے اپنے وعدے پورے نہ کئے تو شمالی کوریا اپنے ایٹمی پروگرام کو دوبارہ شروع کر دے گا۔ چنانچہ حکومت کی طرف سے اب باقاعدہ اعلان کیا گیا ہے کہ شمالی کوریا اپنے تین ایٹمی پلانٹوں پر دوبارہ کام شروع کر دے گا جن کو ۱۹۹۴ء کے معاہدے کے تحت بند کر دیا گیا تھا اور یہ کہ وہ ایٹمی ہتھیاروں کے عدم پھیلاؤ (این پی ٹی) کے معاہدے سے دستبردار ہو رہا ہے۔ اور ملک سے اقوام متحدہ کے ایٹمی مبصرین کو نکالنے کا فیصلہ کر رہا ہے۔

ادھر برطانوی اخبار 'دی ٹائمز' نے یہ خبر دی ہے کہ شمالی کوریا ۲۰ دنوں کے اندر اندر ایٹم بم بنانے کے قابل ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اس نے پلوٹونیم پیدا کرنا شروع کر دیا ہے۔ اس پر امریکہ کو مزید تشویش لاحق ہوئی اور وہ شمالی کوریا پر دباؤ ڈال رہا ہے کہ وہ اپنے ایٹمی پروگرام کو منجمد ہی رہنے دے اور دنیا کے لئے خطرہ نہ بنے۔

شمالی کوریا نے جنوبی کوریا کو یقین دہانی کرانے کی کوشش کی ہے کہ اس کا جوہری اسلحہ بنانے کا کوئی ارادہ نہیں اور خبردار کیا ہے کہ اگر اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل نے اس کے خلاف کسی قسم کی پابندی عائد کی تو اسے اقدام جنگ تصور کیا جائے گا۔

اس پر امریکہ کے وزیر خارجہ کولن پاول نے ایک بیان میں کہا ہے کہ امریکہ شمالی کوریا کے خلاف کسی قسم کے جارحانہ عزائم نہیں رکھتا اور بحران کو سفارتی ذرائع سے حل کرنے کا خواہشمند ہے۔

ادھر بین الاقوامی ایٹمی ایجنسی نے شمالی کوریا سے کہا ہے کہ وہ اقوام متحدہ کے مبصرین کو ملک بدر کرنے کے فیصلہ پر نظر ثانی کرے۔ امریکہ گفت و شنید کے ذریعہ اس مسئلہ کا حل اس لئے چاہتا ہے کیونکہ اس کی ساری توجہ اس وقت عراق کی طرف ہے اور وہ دنیا کی توجہ عراق سے ہٹانا نہیں چاہتا۔

عراق کا مسئلہ

اس وقت عراق پر جنگ کے بادل منڈلا رہے ہیں۔ امریکی اور برطانوی افواج نے اسے مختلف اطراف سے گھیر رکھا ہے۔ دونوں ملک عراق پر چڑھائی پر آمادہ ہیں اور صدر صدام کو راستے سے ہٹانے کے لئے بھرپور تیاریوں کے ساتھ میدان میں اترے ہیں۔ اگرچہ عراق نے اقوام متحدہ کی قرارداد کے مطابق ہتھیاروں سے متعلق ۱۲ ہزار صفحات پر مشتمل اپنی رپورٹ وقت کے اندر پیش کر دی تھی پھر بھی امریکہ کا دعویٰ ہے کہ عراق نے کیمیائی اور جراثیمی ہتھیار چھپا رکھے ہیں۔ عراق امریکہ کے اس مؤقف کو بے بنیاد قرار دے رہا ہے۔

عراق کے اندر انسپکٹروں کی ٹیم معائنہ کے لئے مختلف جگہوں پر جا کر مہلک ہتھیاروں کا سراغ لگا رہی ہے مگر ابھی تک کسی بھی وسیع پیمانے پر تباہی پھیلانے والے ہتھیاروں کا سراغ نہیں مل سکا۔ برطانیہ کے وزیر اعظم ٹونی بلیئر امریکہ کا پوری طرح ساتھ دے رہے ہیں۔ اسی طرح اسرائیل بھی عراق پر حملہ کے لئے امریکی پالیسیوں کی پرزور حمایت کر رہا ہے۔ اور صدر بش سے مطالبہ کر رہا ہے کہ عراق پر حملہ کرنے میں دیر نہ کی جائے۔ امریکہ اور برطانیہ کی کوشش ہے کہ سیکورٹی کونسل دوسری قرارداد جلد منظور کرے تاکہ وہ عراق پر حملے کا آغاز کر سکیں۔ جرمنی کی حکومت اس بات کا اظہار کر رہی ہے کہ وہ حملے میں امریکہ کا ساتھ نہیں دے گی البتہ زخمی امریکی فوجیوں کے لئے وہ اپنے ہسپتالوں میں علاج کی سہولتیں مہیا کر دے گی۔ فرانس کا رویہ بہت سخت ہے اور وہ سیکیورٹی کونسل میں ویٹو کا حق بھی رکھتا ہے۔ اس نے اعلان کیا ہے کہ ابھی عراق پر فوجی کارروائی کا وقت نہیں آیا۔ اقوام متحدہ کے انسپکٹروں نے اپنا کام مکمل نہیں کیا اس لئے انہیں اپنا کام پورا کرنے کے لئے مزید مہلت دی جائے۔ جرمنی نے بھی اس کی حمایت کی ہے مگر امریکہ بضد ہے کہ اگر اقوام متحدہ نے کوئی کارروائی نہ کی تو وہ اکیلے ہی عراق سے نپٹ لے گا۔

اقوام متحدہ کے انسپکٹروں نے سلامتی کونسل کے سامنے ۲۷ رجنوری کو جو رپورٹ پیش کی ہے اس میں تسلیم کیا ہے کہ ان کو وسیع پیمانے پر تباہی پھیلانے والے ہتھیاروں کا سراغ نہیں ملا۔ اس کے باوجود امریکہ اور برطانیہ اپنے اس مؤقف پر ڈٹے ہوئے ہیں کہ عراق نے مہلک ہتھیار چھپا رکھے ہیں۔ ایک اور الزام بھی برطانیہ کے وزیر اعظم نے لگایا ہے کہ عراق کے ساتھ القاعدہ کے روابط ہیں اور عراق القاعدہ کی مدد کرتا رہا ہے۔

یورپی پارلیمنٹ نے کہا ہے کہ اقوام متحدہ کے انسپکٹروں سے عراق کا رویّہ اس کے خلاف فوجی کارروائی کا جواز فراہم نہیں کرتا جبکہ یورپ کے آٹھ راہنماؤں نے اس مسئلہ پر امریکہ کی حمایت کی ہے۔ یورپی پارلیمنٹ میں جنگ کے خلاف پیش کی گئی قرارداد ۲۰۹ کے مقابلہ میں ۲۸۷ ووٹوں سے منظور ہوگئی۔ قرارداد میں یکطرفہ فوجی کارروائی کی مخالفت کی گئی اور کہا گیا ہے کہ حملہ کرنے میں پہل بین الاقوامی قانون کے مطابق نہ ہوگی۔

دنیا کے دیگر لیڈروں میں سے جنوبی افریقہ کے سابق صدر نیلسن منڈیلا نے صدر بُش پر کڑی تنقید کی ہے۔ جوہانسبرگ میں ایک تقریب سے خطاب کرتے ہوئے نیلسن منڈیلا نے کہا کہ بُش عراق کے بارے میں جو کچھ کہہ رہے ہیں وہ ایک المیہ ہے۔ مَیں جس بات کی مذمت کر رہا ہوں وہ یہ ہے کہ ایک طاقتور ملک جس کا صدر پیش بینی کی صلاحیت سے عاری ہے، جو مناسب طریق سے سوچ بھی نہیں سکتا، اب دنیا کو جہنم میں دھکیلنا چاہتا ہے۔ بُش اور ٹونی بلیئر دونوں اقوام متحدہ کے تصور کو جڑ سے اکھاڑ رہے ہیں۔

ملائشیا کے وزیر اعظم مہاتیر محمد نے کہا ہے کہ امریکہ حقیقت میں عراق کے تیل کے ذخائر پر قبضہ کرنا چاہتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اگر امریکہ نے حملے کا تہیہ کر لیا ہے تو معائنہ کاروں کی رپورٹ چاہے کچھ بھی ہو بے سود ہوگی۔ یہ بالکل واضح ہے کہ امریکی فیصلہ مکمل طور پر یکطرفہ ہے۔ مہاتیر محمد نے کہا کہ اگر امریکہ کو صدام حسین سے اختلاف ہے تو ان کے ساتھ مذاکرات کرے۔ بے گناہ عراقی عوام کو ہلاک نہ کیا جائے۔

ایمنسٹی انٹرنیشنل نے کہا ہے عراق پر حملہ بہت بڑا انسانی المیہ ہوگا۔ اندازہ ہے کہ وسط فروری تک خلیج میں امریکی فوجیوں کی تعداد ڈیڑھ لاکھ تک پہنچ جائے گی۔

دنیا بھر کے سیاسی پنڈتوں کا خیال ہے کہ امریکہ پوری جنگی تیاریوں کے بعد فروری کے آخر یا مارچ کے شروع میں عراق پر فوجی کاروائیوں کا آغاز کر دے گا جس کے نتیجہ میں تباہی پھیلے گی اور لکھوکھہا انسان متأثر ہونگے۔ اگر کوئی چیز انسان کو اس ہولناک تباہی سے بچا سکتی ہے تو وہ دعائیں ہیں۔ اس لئے خدا تعالیٰ کے حضور دعا کرنی چاہئے کہ وہ اپنا فضل فرمائے اور قوموں کے لیڈروں کو ہدایت دے تا کہ وہ انسانیت پر ظلم سے باز آجائیں۔

تنزانیہ کے جزیرہ زنجبار میں
احمدیہ مسلم جماعت کے زیر اہتمام پبلک جلسہ

(رپورٹ: مظفر احمد درانی)

تنزانیہ کے دارالحکومت دارالسلام سے ایک سوکلومیٹر دور بحر ہند کے اندر زنجبار نامی ایک جزیرہ ہے جسے مقامی لوگ اوگونجا (Ugunja) کے نام سے بھی یاد کرتے ہیں۔ یہ جزیرہ تقریباً ایک سو پچاس کلومیٹر لمبا اور ۴۰ کلومیٹر چوڑا ہے۔ جس کے بڑے شہر اور بندرگاہ کا نام بھی زنجبار ہے۔ زنجبار کے زیر حکومت ہی ایک اور جزیرہ Pemba بھی ہے۔ اس وقت ان دونوں جزیروں کی آبادی تقریباً ایک ملین ہے۔ Ugunga نسبتاً رقبے اور آبادی کے لحاظ سے بڑا ہے۔

یہ جزیرے تنزانیہ ملک کے اندر ہوتے ہوئے بھی بعض شرائط کے ساتھ اپنا الگ نظام حکومت چلا رہے ہیں۔ ان جزیروں میں تقریباً سات سو سال قبل آبادی کا آغاز ہوا۔ ۱۸۰۰ء میں عمان سے عرب آئے اور انہوں نے یہاں اپنی حکومت قائم کرلی اور اس علاقے میں غلاموں کی فروخت کی سب سے بڑی منڈی زنجبار شروع ہوئی جس کی عمارتیں آج بھی قائم ہیں۔

ان جزیروں میں عربوں کے اثر سے بھاری اکثریت مسلمان ہے۔ عربوں نے مقامی لڑکیوں سے شادیاں بھی کیں جن سے ایک نئی نسل ''سواحیلی قوم'' کا آغاز ہوا۔ تنزانیہ کی آزادی کے وقت عربوں کو یہ جزیرے سیاسی اور انتظامی لحاظ سے چھوڑنے پڑے۔

زنجبار میں احمدیت کا آغاز

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے بعض صحابہ یہاں آ کر آباد ہوئے تھے۔ جن سے اس جزیرے پر احمدیت کا آغاز ہوا۔ ان صحابہؓ کے اسماء معلوم نہیں ہیں۔ انہی میں سے ایک ڈاکٹر بھی تھے جنہوں نے یہاں مکان خریدا اور جب ان کی اہلیہ کی وفات ہوئی تو انہیں اسی مکان کے ایک حصہ میں دفن کردیا گیا۔ اور وہ قبر Kibanda cha Maiti کے نام سے معروف ہوئی اور اسے بہت ہی عزت واحترام حاصل ہوا۔ مقامی لوگ مدفون کی نیک نامی کے باعث وہاں دعائیں کرنے کے لئے حاضر ہوتے تھے۔ چند سال قبل حکومت نے سڑک کی تعمیر و توسیع کے باعث اس قبر کے کمرے کو منہدم کردیا۔

جلسہ سالانہ زنجبار کے سٹیج کا ایک منظر

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے ایک شعر میں زنجبار کا ذکر فرمایا ہے۔ جبکہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے زنجبار کے سلطان کو پیغام احمدیت پہنچانے کا ذکر فرمایا ہے۔

۱۹۷۰ء میں مقامی باشندوں میں احمدیت کا نفوذ شروع ہوا۔ جن کی تعداد اس وقت ۶۰ کے قریب ہے۔ ان لوگوں کو ٹانگانیکا کے احمدیوں کے ذریعہ پیغام حق پہنچا۔ اب دن بدن مگر آہستہ آہستہ یہاں جماعت کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اس وقت یہاں باقاعدہ نظام جماعت قائم ہے۔ ایک احمدی کے گھر میں نمازیں اور دیگر جماعتی پروگرام ہوتے ہیں۔ چندہ باقاعدگی سے ادا کرتے ہیں اور بفضلہٖ تعالیٰ ایک فعّال جماعت موجود ہے۔

جلسہ سالانہ زنجبار کے حاضرین کا ایک منظر

پہلا پبلک جلسہ

اس جزیرہ میں کسی بھی مسلم تنظیم کی رجسٹریشن یا پبلک پروگرام کے لئے مقامی مسلم کونسل سے اجازت لینی ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے آج تک جماعت کی رجسٹریشن یہاں نہیں ہوسکی اور نہ ہی جماعت کو پبلک جلسے اور تبلیغ کی اجازت ہے۔ اگرچہ ملک تنزانیہ میں جماعت کی رجسٹریشن ۱۹۳۴ء سے ہوچکی ہے۔ اس بار اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا کہ ہماری درخواست پر زنجبار کے مفتی صاحب نے جماعت کو ۲۶؍اکتوبر ۲۰۰۲ء بروز ہفتہ ایک دن کے جلسے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ جس کا انتظام شہر کے ایک پارک Karia Koo میں سپیکر لگا کر کیا گیا۔

احباب جماعت نے اسے ایک تاریخی موقعہ قرار دیا اور دارالسلام سے مرکزی مجلس عاملہ کے بعض ممبران سمیت ۳۰؍افراد نے اس پروگرام میں شرکت فرمائی۔ ۳۰ کے قریب ہی مقامی احمدیوں نے اپنا پروگرام کامیاب بنانے میں اہم کردار ادا کیا۔ ایک سو مدعو مہمان حاضر ہوئے۔ اس طرح کل حاضری ۱۶۰ رہی۔ جبکہ سپیکرز کی آواز کے ذریعہ بہت سے لوگوں تک پیغام پہنچا۔

مکرم علی موسیٰ صاحب نیشنل سیکرٹری تبلیغ نے صدارت کی۔ تقاریر کے علاوہ مجلس سوال وجواب بھی منعقد ہوئی جس میں عوام کے علاوہ مدرسوں کے اساتذہ اور طلباء نے بھی سوالات پوچھے۔ غروب آفتاب تک یہ مجلس دلچسپی سے جاری رہی۔ جلسہ گاہ میں ہی نماز مغرب وعشاء ادا کی گئیں۔

تأثرات

اللہ تعالیٰ کے فضل سے سب احمدی اس سے خوش تھے کہ احمدیت کو کھلی تبلیغ کی اجازت ملی ہے۔ مہمان دوستوں نے بھرپور اصرار کیا کہ ایسے پروگرام آئندہ بھی ہوں۔ پارک کے دروازوں کے باہر لٹریچر بھی تقسیم کیا گیا۔

اس جلسہ کے انعقاد پر امن وامان سے متعلق بہت خدشات تھے مگر اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور بڑے سلیقے اور سکون سے جلسہ ہوا۔

قارئین کی خدمت میں درخواست دعا ہے اللہ تعالیٰ اس جلسہ کو زنجبار میں احمدیت کی فتوحات کا کھلا دروازہ بنادے اور وہاں کثرت سے پروگرام ہوسکیں اور وہاں کے باشندے حقیقی نور اسلام سے منور ہوں۔

بینن (Benin) (مغربی افریقہ) میں
خدمت خلق کے جذبے کے تحت فری میڈیکل کیمپس کا بابرکت انعقاد

۱۶۰۰ سے زائد مریضوں کا معائنہ اور قریباً ۱۴ لاکھ فرانک کی ادویات کی تقسیم۔
ریڈیو، ٹی وی اور اخبارات میں جماعت کے رفاہی کاموں پر خراج تحسین

(رپورٹ: حافظ احسان سکندر ۔ امیر ومبلغ انچارج بینن)

اللہ تعالیٰ کا بے انتہا فضل اور کرم ہے کہ جماعت احمدیہ بینن روز بروز انسانی خدمات کے میدان میں پورے بینن میں کوششیں کررہی ہے اور ملکی سطح پر بھی ہماری ان خدمات کو بہت اچھے لفظوں میں بیان کیا جارہا ہے۔ اسی وجہ سے ملک کا بچہ بچہ ''احمدیہ'' کے نام سے واقف ہے۔

حال ہی میں دو میڈیکل کیمپس بینن کے شمال میں لگائے گئے۔ پہلا کیمپ توئی (Toi) میں لگایا گیا اور دوسرا کیمپ اس سے اگلے روز کیلیبو (Kelibo) میں لگایا گیا۔

احمدیہ میڈیکل کیمپ بمقام توئی (Toi)

پہلا میڈیکل کیمپ توئی کے مقام پر مورخہ ۲۶؍اکتوبر ۲۰۰۲ء کو لگایا گیا۔ یہ گاؤں اللہ تعالیٰ کے فضل سے سارے کا سارا احمدی ہے۔ اس میں ایک بڑی جامع مسجد سمیت پانچ مساجد ہیں۔ یہاں فٹبال کا میچ بھی ہوا تھا اور جلسہ سالانہ کے انعقاد کا بھی پروگرام ہے۔

اس کیمپ کے عملہ میں پورٹونووو کے احمدیہ ہسپتال کا سارا عملہ شامل تھا۔ ہمارے پورٹونووو ہسپتال کے ڈاکٹر مکرم عبدالوحید صاحب اور کوتونو ہسپتال کے ڈاکٹر مبارک احمد صاحب کی قیادت میں تمام تر انتظامات مکمل کئے گئے۔ اس عملہ میں خصوصی طور پر ایک آئی سپیشلسٹ، دو ڈسپنسرز، تین نرسز اور دو خدام بھی شامل کئے گئے تا کہ ہر قسم کے مریض کا علاج کیا جاسکے اور ہر طرح سے انسانی خدمت ہوسکے۔

دعا کے ساتھ تمام عملہ سفر پر روانہ ہوا اور چھ گھنٹے میں پورٹونووو سے توئی پہنچا۔ ۴۵۰ کلومیٹر کے اس طویل سفر کے دوران مختلف مقامات پر احمدیہ احمدیہ کی آوازیں سنائی دی گئیں۔ وہاں پہنچنے پر مکرم امیر صاحب اور توئی کے بادشاہ نے تمام عملے کا بے شمار مریضوں اور اہالیان توئی کے ہمراہ گرمجوشی سے استقبال کیا۔ توئی کے خدام نے تمام انتظامات پہلے سے ہی مکمل کرلئے تھے۔

دعا کے ساتھ یہ کیمپ شروع کیا گیا اور سات گھنٹے تک اس فری میڈیکل کیمپ میں ہر قسم کا مریض دیکھا گیا۔ مثلاً ملیریا، ٹائیفائیڈ، جلدی امراض، آنکھوں کے مریض اور دیگر موروثی امراض جو افریقہ میں خاص طور پر پائے جاتے ہیں ان کا بخوبی چیک اپ کرکے علاج کیا گیا۔

علاقہ کے تمام اعلیٰ حکومتی افسران، علاقہ کے گورنر، شعبہ صحت کے بعض اعلیٰ افسران بھی موقع پر

باقی صفحہ نمبر ۱۲ پر ملاحظہ فرمائیں

ونوا لیوو (جزائر فجی) میں
۱۸ ویں جلسہ سالانہ ۲۰۰۲ء کا بابرکت انعقاد

مختلف دینی موضوعات پر تقاریر۔ ۶۰۰ افراد کی شمولیت۔

(رپورٹ: طارق احمد رشید۔ مبلغ فجی)

الحمدللہ کہ جماعت احمدیہ ونوالیوو ریجن جزائر فجی نے اپنا اٹھارواں جلسہ سالانہ مورخہ ۷؍اکتوبر ۲۰۰۲ء کو بمقام مسجد بلال، نسروانگا میں اپنی شاندار روایات کو قائم رکھتے ہوئے منعقد کیا۔ ونوالیوو ریجن کی جماعتیں ہر سال یہ جلسہ اپنے نیشنل جلسہ سے پہلے مختلف جماعتوں میں باری باری منعقد کرتی ہیں۔ امسال نسروانگا جماعت کو یہ توفیق ملی۔

نسروانگا جماعت گو کہ اپنی تجنید کے لحاظ سے باقی ریجن کی جماعتوں سے کم ہے مگر اپنے اخلاص اور جذبہ کے لحاظ سے انہوں نے اس جلسہ کو کامیاب بنایا۔ اس جماعت کے ممبران نے مکرم نعیم احمد صاحب چیمہ امیر و مبلغ انچارج فجی کی نگرانی اور ہدایات کے مطابق انتظامات مکمل کئے۔ اور تین بڑے جلسہ گاہ بنائے۔ مردانہ اور زنانہ جلسہ گاہوں کو مختلف بینرز اور جھنڈیوں سے سجایا گیا۔ جس میں احادیث، الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور دیگر اسلامی تعلیمات لکھی ہوئی تھیں۔ بعض بینرز کو فجیئن زبان میں ترجمہ کرکے بھی لکھا گیا۔ اس کے علاوہ خاکسار نے مختلف علاقوں میں دورہ جات کرکے غیر از جماعت دوستوں کو جلسہ کی دعوت دی۔ اسی طرح بعض سرکاری افسران، وکلاء وغیرہ کو بھی دعوت دی گئی۔

جلسہ ونوالیوو ۲۰۰۲ء میں مہمان خصوصی جناب اذرائیلی توا کی اسسٹنٹ منسٹر برائے زراعت تشریف فرما ہیں

افتتاحی اجلاس

خدا کے فضل سے ۷؍اکتوبر بروز سوموار صبح ہی سے مہمانوں کی آمد شروع ہوگئی۔

جلسہ سالانہ ونوالیوو ۲۰۰۲ء پر تشریف لانے والے زیر تبلیغ مہمان اور نومبائعین

صبح ساڑھے نو بجے افتتاحی اجلاس مکرم امیر صاحب کی صدارت میں تلاوت قرآن کریم سے جلسہ کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ نظم کے بعد افتتاحی خطاب اور دعا کروائی اور پھر مہمان خصوصی Mr.Isireli B. Tuvuki منسٹر آف لینڈ کا تعارف کروایا گیا۔ اس موقع پر ایک ممبر پارلیمنٹ سریندر لال صاحب بھی موجود تھے۔

مہمان خصوصی نے اپنے خطاب میں جماعت احمدیہ کی شاندار تعلیمات اور روایات کو سراہا اور بڑی خوشنودی کا اظہار کیا۔ اس موقع پر مکرم امیر صاحب نے دونوں معزز مہمانوں کو جماعتی لٹریچر تحفۃً پیش کیا۔

جلسہ کی باقی کارروائی میں فجی میں نئے آنے والے دو مبلغین مکرم فضل اللہ طارق صاحب اور مکرم نعیم احمد اقبال صاحب نے تقاریر کیں۔

پروگرام نومبایعین

ظہر عصر کی نمازوں کے بعد نومبایعین کا پروگرام شروع ہوا جس میں ۲۵ نومبایعین اور ۲۰۰ سے زائد غیر از جماعت مہمان شامل ہوئے۔ یہ سارا پروگرام فجیئن زبان میں ہوا جس میں نیشنل سیکرٹری تبلیغ مکرم ماسٹر حسین صاحب اور لوکل مشنری مکرم محمد تقی صاحب، مکرم حامد حسین صاحب صدر جماعت نسروانگا اور ایک اور دوست محمد صدیق صاحب نے اسلامی تعلیمات کا تعارف، مسیح کی آمد ثانی، آنحضرت ﷺ از روئے بائبل، اسلامی جہاد کے عناوین پر تقاریر کیں۔ آخر میں سوالات کا موقع بھی دیا گیا۔

بکسٹال

جلسہ کے ساتھ ہی بکسٹال کا بھی انتظام تھا جس میں جماعتی کتب اور رسائل برائے فروخت رکھے گئے تھے۔

اجلاس دوئم

دوسرے اجلاس کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ خاکسار طارق احمد رشید نے ''سیرت صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام'' کے عنوان پر تقریر کی۔ آخر پر مکرم نعیم احمد محمود چیمہ صاحب امیر و مبلغ انچارج فجی نے اختتامی خطاب فرمایا جس میں جلسہ سالانہ کی اغراض اور شرائط بیعت کے حوالے سے جماعت کی تعلیم و تربیت کی طرف توجہ دلائی اور نئی نسل کی تربیت کے لئے خصوصاً والدین کو نیک نمونہ پیش کرنے کا احساس دلایا اور دعا کروائی۔

دوسری طرف لجنہ نے بھی اپنا پروگرام صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ فجی کی زیر صدارت کیا۔

اس جلسہ میں ۱۲۶۰ احباب جماعت اور ۱۰۸ لجنہ ممبرات کے علاوہ ۲۰۰ سے زائد غیر از جماعت مہمانوں نے شرکت کی۔ جلسہ خدا تعالیٰ کے فضل سے ہر لحاظ سے کامیاب رہا۔

قارئین کرام کی خدمت میں درخواست دعا ہے اللہ تعالیٰ نسروانگا جماعت کے ممبران اور کارکنان کو اجر عظیم سے نوازے، ان کے اخلاص میں برکت دے۔

جلسہ سالانہ ونوالیوو ۲۰۰۲ء میں شامل ہونے والے جماعت جزیرہ ونوالیوو کے احباب

کمبوڈیا میں نومبایعین کی تربیتی کلاس

(حسن بصری۔ مبلغ کمبوڈیا)

جماعت احمدیہ کمبوڈیا کے نومبایعین کی تربیتی کلاس مورخہ ۲۵، ۲۶ اور ۲۷؍اکتوبر ۲۰۰۲ء بروز جمعہ، ہفتہ اور اتوار جماعت تھموسوہ میں منعقد کی گئی۔ اس میں چار جماعتوں کے ۲۱؍افراد نے شرکت کی۔ اس میں پڑھانے کے لئے خاکسار کے علاوہ مکرم جعفر احمد صاحب اور مکرم شافعی صاحب تھے۔

جمعۃ المبارک کے روز نماز عصر کے بعد اس کلاس کا افتتاح کیا گیا۔ نماز مغرب سے نماز عشاء تک ایک گھنٹہ کے لئے درس حدیث کا انتظام تھا۔

ہفتہ اور اتوار کے دنوں میں نماز تہجد سے آغاز کیا گیا۔ اس میں حضور انور ایدہ اللہ کی صحت یابی کے علاوہ ساری جماعت کی ترقی کے لئے دعائیں کی گئیں۔ نماز فجر کے بعد روزانہ درس قرآن کریم کا اہتمام کیا گیا۔ اور سورۃ البقرہ کا پہلا رکوع اور چند اہم ہدایات جو مالی قربانی سے تعلق رکھنے والی ہیں ان کی وضاحت کی گئی۔ کلاس روزانہ صبح آٹھ بجے سے ساڑھے چار بجے تک ہوتی۔ درمیان میں کھانے اور نماز ظہر و عصر کے لئے وقفہ ہوتا۔ اور رات کو سوال و جواب کی مجلس لگائی جاتی۔ کلاس میں نماز سکھانے کے علاوہ بعض علمی مسائل یعنی وفات عیسیٰ، اجرائے نبوت، ختم نبوت اور بعض دیگر مسائل سمجھائے جاتے۔

الحمدللہ! سب احباب ذوق و شوق سے شامل ہوئے اور بڑی توجہ سے سارے مضامین سمجھنے کی کوشش کی۔ سب مضامین چام زبان میں کتابچہ کی صورت میں تیار کئے گئے اور انہیں فوٹو کاپیاں بنوا کر تقسیم کیا گیا۔

اتوار کے روز نماز عصر کے بعد اختتامی دعا کے ساتھ یہ کلاس ختم ہوئی۔

قارئین کی خدمت میں درخواست دعا ہے اللہ تعالیٰ اس تربیتی کلاس کے بہتر اور بابرکت نتائج پیدا فرمائے اور کمبوڈیا میں جماعت احمدیہ کی ترقی کا باعث بنے۔ آمین

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality,
Conveyancing & Employment,
Welfare Benefits, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,,
Wills & Probate, Criminal Litigation .
Contact:
Anas A.Khan, John Thompson Solicitors
1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG
Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Fax: 020 8871 9398
Mobile: 0780-3298065

نمازہائے جنازہ

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ ۸ رفروری ۲۰۰۳ء کو نماز ظہر وعصر کے بعد مسجد فضل لندن کے احاطہ میں **مکرم شیخ محمد حسن صاحب ولد نور محمد صاحب آف لندن** کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔

مکرم شیخ محمد حسن صاحب لدھیانہ میں پیدا ہوئے۔ آپ جماعتی خدمات میں ہمیشہ مصروف رہے۔ لندن میں اخبار احمدیہ، النصر، اور الفضل انٹرنیشنل میں رضاکارانہ خدمات کی توفیق پائی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہمانوں کی خدمت کرنا قابل فخر سمجھتے۔ اس پہلو سے لمبا عرصہ لنگر خانہ لندن سے منسلک رہے۔

حضور انور نے ہومیوپیتھی ادویات کے ڈبے مختلف ممالک میں بھجوانے کا ارادہ کیا تو آپ کو اس میں بھی بنیادی کام کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

آپ ایک مخلص فدائی، دعاگو بزرگ تھے۔ پوری زندگی خدمت خلق کے جذبہ سے سرشار ہو کر گزاری۔ طبیعت میں بہت سادگی تھی۔ آپ نے ۹۳ سال کی عمر پائی۔ آپ کے بیٹے مکرم محمد اسلم خالد صاحب بھی ان کے رنگ میں رنگین ہو کر دفتر پرائیویٹ سیکرٹری لندن میں آنریری خدمات سرانجام دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو غریق رحمت فرمائے۔

اس کے ساتھ ہی حضور انور نے بعض مرحومین کی **نماز جنازہ غائب** بھی پڑھائی جن کے اسماء درج ذیل ہیں:

محترم سید میر مسعود احمد صاحب مبلغ سلسلہ

آپ یکم ستمبر ۱۹۲۷ء کو حضرت میر محمد اسحٰق صاحبؓ کے ہاں قادیان میں پیدا ہوئے اور ۷۵ سال کی عمر میں ۲۳ ردسمبر ۲۰۰۲ء کو ربوہ میں وفات پائی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپ نے پچاس سال سے زائد عرصہ تک جماعت کی خدمات کی توفیق پائی ہے۔ اس دوران آپ مرکز میں نائب وکیل الدیوان، سیکرٹری مجلس تحریک جدید، قائم مقام وکیل اعلیٰ، وکیل صدسالہ جشن تشکر، نگران متخصصین اور بعض دیگر اہم عہدوں پر فائز رہے۔ آپ بیرون ملک ڈنمارک اور سوئٹزرلینڈ میں بھی بحیثیت مبلغ خدمات دینیہ سرانجام دیتے رہے ہیں۔

محترم سید میر مسعود احمد صاحب ایک عالم باعمل، درویش صفت، نیک اور سادہ طبیعت، دعاگو بزرگ تھے۔ آپ محترم حضرت مرزا منصور احمد صاحب مرحوم کے داماد، محترم مرزا مسرور احمد صاحب ناظر اعلیٰ ربوہ کے بہنوئی اور حضرت میر داؤد احمد صاحب مرحوم پرنسپل جامعہ احمدیہ ربوہ اور سید میر محمود احمد صاحب ناصر پرنسپل جامعہ احمدیہ ربوہ کے بھائی تھے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو چار بیٹوں سے نوازا جو مختلف رنگوں میں جماعتی خدمات بجا لا رہے ہیں۔ آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ کی چھوٹی چاردیواری میں ہوئی اور آپ کو حضرت صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب مرحوم کے پہلو میں دفن کیا گیا ہے۔

آپ نے اپنی بیگم صاحبزادی امتہ الرؤف صاحبہ کے علاوہ چار بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور افراد خاندان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

محترم نواب عباس احمد خان صاحب

آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نواسے حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ کے پوتے اور نواب عبداللہ خان صاحبؓ اور حضرت سیدہ نواب امتہ الحفیظ بیگم صاحبہؓ کے بیٹے تھے۔ آپ مورخہ ۲ رفروری ۲۰۰۳ء کو لاہور میں ۸۳ سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

محترم نواب عباس احمد خان صاحب نے قادیان میں قیام کے دوران خدام الاحمدیہ میں مختلف حیثیتوں سے خدمات کی توفیق پائی۔

آپ خدا کے فضل سے موصی تھے۔ تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں ہوئی۔ آپ کی بیگم صاحبزادی امتہ الباری صاحبہ حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ کی بیٹی ہیں۔ آپ نے اپنی بیگم کے علاوہ پانچ بیٹے اور ایک بیٹی یادگار چھوڑے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم سے مغفرت و رحمت کا سلوک فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

محترم ملک صلاح الدین صاحب ایم۔اے درویش قادیان، مؤلف اصحاب احمدؓ

آپ ۲ رفروری ۲۰۰۳ء کو قادیان میں وفات پاگئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کی عمر ۹۰ سال تھی۔

آپ کی ۶۸ سالہ جماعتی خدمات کی فہرست طویل ہے۔ آپ نے ۱۹۳۵ء میں زندگی وقف کی۔ آپ کو حضرت مصلح موعودؓ کا پرائیویٹ سیکرٹری رہنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ اس کے لئے آپ کو وکیل اعلیٰ قادیان، قائم مقام ناظر اعلیٰ، ناظم وقف جدید، وکیل المال اور امیر مقامی قادیان کے علاوہ بہت سے عہدوں پر خدمات بجا لانے کی توفیق ملی۔ اسی طرح اخبار ''البدر'' کے ایڈیٹر بھی رہے۔ آپ کی سب سے گرانقدر خدمت وہ سلسلہ تالیف ہے جو ''اصحاب احمد'' کے نام سے مشہور ہے۔

ملک صاحب مرحوم حقیقی معنوں میں درویش صفت انسان تھے اور اپنی نیک طبیعت، مزاج اور اخلاص کی وجہ سے بڑے نمایاں تھے۔

ملک صاحب مرحوم نے اپنی اہلیہ ثانی اور ہر دو اہلیہ سے پانچ بیٹے اور پانچ بیٹیاں یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ قادیان میں ہوئی۔ اللہ تعالیٰ ان کو اعلیٰ علیین میں مقام عطا فرمائے۔

مکرم قریشی محمد افضل صاحب مبلغ سلسلہ

آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت حافظ محمد حسین صاحب قریشیؓ کے بیٹے تھے۔ آپ نے ۸۸ سال کی عمر میں ۲۱ ردسمبر ۲۰۰۲ء کو ربوہ میں وفات پائی۔ انّا للّٰہ وانّا الَیہ راجِعُون۔

آپ نے ۴۵ سال تک مرکز سلسلہ کے علاوہ نائیجیریا، غانا، سیرالیون، آئیوری کوسٹ اور ماریشس میں گرانقدر خدمات کی توفیق پائی۔ آپ دوران خدمت ۲۸ سال تک اپنے اہل وعیال سے دور دیار غیر میں اعلائے کلمہ اسلام کی غرض سے مقیم رہے۔

آپ نہایت شریف النفس، سادہ طبیعت کے مالک تھے۔ آپ کو عربی، انگریزی اور فرانسیسی زبان پر عبور حاصل تھا۔ آپ ان مبلغین میں شامل تھے جن کا تذکرہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۹ رجون ۱۹۷۰ء میں مقام نعیم پر فائز مبلغین کے طور پر فرمایا تھا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے۔

بقیہ رپورٹ بینین میں فری میڈیکل کیمپس از صفحہ نمبر ۱۰

موجود تھے جنہوں نے انسانی خدمت کے اس اقدام کو بہت سراہا اور بار بار ایسے کیمپ لگانے پر اصرار کیا۔ اس کیمپ میں ۶۵۰ مریضوں کو چیک کیا گیا اور ادویات مفت فراہم کی گئیں۔ تمام مریض اور ان کے لواحقین بہت خوش تھے اور دعائیں دے رہے تھے۔

چونکہ سارا عملہ رات کو یہاں قیام پذیر رہا اس لئے صبح ہوتے ہی مزید مریض آنے شروع ہو گئے جنہیں چیک کر کے ان کا بھی علاج کیا گیا۔ اس طرح ہمارا پہلا کیمپ مکمل ہوا جس میں کل سات لاکھ فرانک کی ادویات مریضوں کو دی گئیں۔

احمدیہ میڈیکل کیمپ بمقام کیلیبو (Kilibo)

یہ وہ جگہ ہے جہاں احمدیت کے مخالفین نے جماعت کے خلاف بہت پراپیگنڈا کیا تھا اور عوام الناس کو بہت گمراہ کیا تھا کہ جماعت احمدیہ اسلام کو تقسیم کرنا چاہتی ہے اور اصل میں یہ اسلام کی دشمن ہے اور انسانیت وغیرہ کا کوئی جذبہ ان میں نہیں۔ اس صورت حال کو سامنے رکھ کر فیصلہ کیا گیا کہ اس جگہ جماعتی خدمات کو پیش کیا جائے تاکہ جماعت کے خلاف پیش کئے گئے شبہات اور الزامات کا ازالہ ہو سکے۔

توئی سے ۱۲ کلومیٹر کا فاصلہ طے کرنے کے بعد جب ہمارا عملہ وہاں پہنچا تو Parakou کے بادشاہ خود وہاں تشریف لائے جن کے ساتھ وہاں کے لوکل امام، گورنمنٹ کے افسران اور علاقے کی ایڈمنسٹریشن کے بڑے افسر بھی شامل تھے۔ دعا کے بعد جماعتی تعارف کروایا گیا اور کیمپ کا آغاز ہوا۔

تقریباً آٹھ گھنٹے ۹۵۰ مریضوں کا معائنہ کیا گیا اور ۶ لاکھ ۶۰ ہزار فرانک کی ادویات فراہم کی گئیں۔ یہ کیمپ بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر لحاظ سے کامیاب رہا اور جماعت کے بارہ میں ایک عمدہ تأثر قائم ہوا۔

ہر دو مواقع پر مجلس عاملہ کے کئی اراکین، سنٹرل مبلغین مکرم اصغر علی بھٹی صاحب، مکرم مجیب احمد منیر صاحب اور مکرم خالد محمود صاحب ہمہ وقت ساتھ رہے اور بڑی محنت سے ہر طریقے کے ساتھ اس کیمپ کو کامیاب بنایا۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔

اس سے اگلے روز بینن کے نیشنل ٹیلی ویژن پر ہمارے اس اقدام کو سراہا گیا اور خبرنامہ میں تین منٹ تک یہ خبر نشر کی گئی جس میں جماعت کی دوسری رفاہی خدمات کا بھی ذکر کیا گیا۔ اسی طرح بینن کی بڑی اخبارات میں جماعت کے اس اقدام کا خیر مقدم کیا گیا اور ہمارے بادشاہوں، ڈاکٹروں، عملے اور مریضوں کے تبصرے شائع کئے گئے۔ اسی طرح ریڈیو پر بھی ہمارے ان میڈیکل کیمپس کی خبریں نشر کی گئیں۔ الحمد للہ علی ذلک۔

ایک اہم بات یہ ہے کہ چونکہ کوتونو احمدیہ ہسپتال ابھی اپنی ابتدائی منازل طے کر رہا ہے اس لئے یہ کیمپس کوتونو احمدیہ ہسپتال کے نام سے لگائے گئے تا کہ لوگ اس ہسپتال سے بھی واقف ہوں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ جماعت کو ہر میدان میں بنی نوع انسان کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے اور ہماری ان حقیر کوششوں میں برکت ڈالے۔ آمین

خصوصی درخواست دعا

احباب جماعت سے پاکستان میں جملہ اسیران راہ مولا کی جلد از جلد باعزت رہائی نیز مختلف مقدمات میں ملوث افراد جماعت کی باعزت بریت کے لئے دردمندانہ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے ان بھائیوں کو اپنی حفظ وامان میں رکھے اور ہر شر سے بچائے۔ اللھم انا نجعلک فی نحورھم ونعوذبک من شرورھم۔

M. S. DOUBLE GLAZING

Supplier & Installers

UPVC

Windows, Doors, Porches, Patio Doors

For Friendly Quote Please Contact Tel: 020 8664 8040

Mobile:07734470783 Fax: 020 8665 6685

Free Estimate, Grade 'A' Quality Material, Competitive Price, 10Years Guarantee

احمدی بہن بھائیوں کے لئے خوشخبری! ڈبل گلیزنگ کا نہایت معیاری کام۔ اے گریڈ کوالٹی کا میٹریل مناسب دام

F0ZMAN FOODS

A LEADING BUYING GROUP FOR GROCERS AND C.N.T.SHOPS

2- SANDY HILL ROAD

ILFORD, ESSEX

TELEPHONE

0181-553-3611

سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ

مجلس سوال و جواب

(منعقدہ ۱۸؍اگست ۱۹۹۵ء۔ایم ٹی اے سٹوڈیو۔لندن)

(دوسری و آخری قسط)

سوال: سورۃ نساء میں ہے کہ پوچھا جائے گا کہ خدا تعالیٰ کی زمین اتنی وسیع تھی، تم نے ہجرت کیوں نہ کی اور دوسری طرف دروازے بند ہو رہے ہیں؟

جواب: حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ جو پوچھا جائے گا یہ اُن سے پوچھا جائے گا جو ہجرت سے پہلے کے ابتلاء میں ناکام ہوئے، دوسرے سے نہیں پوچھا جائے گا۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ کے وقت میں بھی ایسا ہوا اور قرآن کریم نے یہ بتایا کہ سوائے اُن کے جو ﴿اُحْصِرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ﴾ جو خدا کے راستہ میں گھیرے ہوئے ہیں اور میں نے جو آیت پچھلے جمعہ میں پڑھی تھی اس میں بھی یہ مضمون تھا۔ اس لئے پوچھنا صرف ان کے لئے ہے جو ان تقاضوں کو جو صبر اور وفا کے ہیں اس ابتلاء میں پورا نہ کر سکے۔ اس وقت ہے کہ پھر تم نے ہجرت کیوں نہ کی۔ اگر ہجرت نہ کر سکیں تو ﴿اُحْصِرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ﴾ میں آئے گا۔ پھر اُن کی دو قسمیں ہو جائیں گی۔ کچھ وہ جو تقاضے پورے کر سکے اور بہت ظلم برداشت کئے۔ وہ پھر اعلیٰ درجہ کے لوگ ہیں۔ کچھ جو نہیں کر سکے اُن کے متعلق اللہ فرماتا ہے کہ ان کے متعلق پھر خدا فیصلہ کرے گا کہ انہیں بخشے گا یا کیا اُن سے سلوک کرے گا۔ کیونکہ دوسری آیت میں اس مضمون کو یوں بیان فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص مُطْمَئِنٌّ بِالْاِیْمَان ہو اور دباؤ کے نتیجہ میں آ کر وہ ایسا کلمہ کہنے پر مجبور ہو جائے جو اس کے دین کے خلاف ہے تو ایسا شخص یا جو دل میں چھپاتا ہے مضمون کو اس کے متعلق اللہ فیصلہ فرمائے گا۔ یہ نہیں فرمایا کہ وہ جہنم میں جائے گا، نہ یہ فرمایا ہے کہ وہ ضرور بخشا جائے گا۔ فرمایا اس کا فیصلہ خدا پر ہے۔ کس حد تک دباؤ تھا، کس حد تک اس کو استطاعت تھی اور اپنی استطاعت کے تعلق میں اگر وہ دباؤ ہلکا تھا اور وہ ناکام ہو گیا تو کسی حد تک سزا پائے گا۔ اگر دباؤ زیادہ تھا تو پھر خدا اس کو سزا نہیں دے گا۔

سوال: ایک دوست نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منظوم کلام کا جو دُرِّثمین کے نام سے شائع شدہ ہے انگریزی اور دوسری زبانوں میں تراجم کروانے سے متعلق سوال کیا۔

جواب: اس کا جواب دیتے ہوئے حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ: منظوم کلام کا ترجمہ بڑا مشکل کام ہے اور عام آدمی جرأت نہیں کرتا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ کا قرب چھوڑ کر مضمون کی خاطر ہٹ جائے اور اگر ہٹتا ہے تو بعض دفعہ ایسی جگہ بھی ہٹ جاتا ہے جہاں ہٹنا نہیں چاہئے تھا۔ اور اپنے فہم کو مسیح موعود علیہ السلام کا کلام ظاہر کر کے وہ ترجمہ کے طور پر پیش کر دیتا ہے (حاضرین میں سے مکرم چوہدری محمد علی صاحب نے عرض کی کہ 'حضور! یہ پُل صراط ہے') حضور ایدہ اللہ نے فرمایا: بہت بڑا پل صراط ہے۔ اب قرآن کریم (کے ترجمہ) میں اتنی Exercises ہو چکی ہیں۔ چودہ سو سال سے مسلسل مسلمان علماء مشقیں کرتے ہوئے اس مقام پر پہنچے ہیں کہ بہت حد تک چمک گیا ہے لیکن ابھی بھی کوئی ترجمہ اٹھاؤ اس میں ایسے نقائص نظر آتے ہیں کہ آدمی حیران رہ جاتا ہے۔ اب حضرت مولوی شیر علی صاحب کا ترجمہ تو دنیا کو تسلیم ہے کہ آج تک انگریزی زبان میں اس سے بہتر ترجمہ نہیں ہوا۔ ابھی بھی مصر میں یا کسی جگہ سوڈان میں کہیں ایک کمیٹی بیٹھی تھی۔ تمام دنیا میں انگریزی تراجم کا جائزہ لینے میں انہوں نے بالاتفاق فیصلہ کیا کہ Sher Ali is the best. چوہدری صاحب (مراد چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب۔ مرتب) کا (ترجمہ) بہت اچھا ہے لیکن شیر علیؓ کا ترجمہ تو بالکل اور چیز ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر ترجمہ سے پہلے نفل پڑھتے تھے۔ کبھی بھی بغیر نفل کے ترجمہ شروع نہیں کیا اور نوافل بھی بہت اور اللہ نے ویسے بھی بڑا اصاف ملکہ، ذہن عطا فرمایا تھا۔ انگریزی زبان پر بڑا عبور تھا۔ لیکن اب آپ وہ ترجمہ پڑھیں تو بسا اوقات انسان سمجھتا ہے کہ یہاں وہ مفہوم نہیں تھا جو ادا ہو گیا ہے۔ اس کا حل تلاش کرنے کے لئے، چونکہ اب ہمیں حق ہی نہیں ہے کہ اس ترجمہ کو کسی صورت میں تبدیل کریں اور نہ وہ جائز ہو گا، اس لئے ہم نے بیٹھ کر بہت سے ایسے پہلو جن سے خیال تھا کہ ترجمہ یہ بھی ممکن تھا اور مفہوم یہ ہونے کی بجائے یہ ہوتا تو بہتر تھا، ایک الگ Erenda بنایا ہے اور اس کو حضرت مولوی صاحب کے ترجمہ کے ساتھ الگ ملا کر شائع کرنے کا خیال ہے۔ اسی طرح ملک غلام فرید صاحب کی جو چھوٹی تفسیر ہے اس میں بھی اور بڑی تفسیر میں بھی۔

حضور ایدہ اللہ نے مکرم چوہدری محمد علی صاحب سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ وہی تھا جو میں نے آپ کو بھجوایا تھا، اچھا ہوا آپ تشریف لے آئے ہیں بعض جگہ آپ نے نشان لگائے ہوں گے، سوال اٹھائے ہوں گے وہ اس طرح فائدہ نہیں دیں گے جب تک آپ پہلے مجھ سے سمجھیں نہیں کہ یہ کیوں تبدیلی کی گئی ہے اور زبان کے لحاظ سے بھی اگر کوئی سوال اٹھا ہے تو کیوں ایسا ہوا ہے۔ یہاں اس سے پہلے ہمارے مظفر کلارک کی زبان بہت اچھی ہے ماشاء اللہ اور بھی بعض اعلیٰ درجہ کے انگریزی دانوں نے بھی اس کو دیکھا اور انہوں نے جو سوال اٹھائے جب آ کے مجھ سے سمجھا تو اکثر سوال واپس لے لئے اور کہا کہ ہمیں سمجھ نہیں آئی تھی کہ کیوں یہ تبدیلی کی گئی ہے لیکن ہے ضروری۔ جہاں غیر ضروری تھی اس کو ہم نے پہلے ہی سب جگہ Withdraw کر لیا ہے۔ تو اس کو آپ بڑی جلدی مجھ سے وقت لے کر اس معاملہ کو طے کریں۔ اس کی ضرورت ہے اور یہ ضرورت جاری رہے گی۔ اس کوشش کے بعد بھی یہ ناممکن ہے کہ ختم ہو جائے کیونکہ کلامِ الٰہی کے نہ مضامین ختم ہو سکتے ہیں نہ اُن کے ترجمے کا حق ادا ہو سکتا ہے۔ اور عام شاعر کا بھی نہیں ہوتا، باقی تو چھوڑو۔ کلام الٰہی تو بہت ہی بلند و بالا چیز ہے۔ (یہ ترجمہ خدا تعالیٰ کے فضل سے شائع ہو چکا ہے اور اب اس کے اگلے ایڈیشن کی تیاری کی جارہی ہے۔ مدیر)

حضرت مسیح موعودؑ کے کلام کا (ترجمہ) تو اس لئے مشکل ہے کہ اُس کے روحانی معارف جب تک انسان کے دل پر جاری نہ ہوں وہ صحیح معنی سمجھ بھی نہیں سکتا۔ اور عام شعراء کا اس لئے کہ اُن کی سوچ جس فضا میں اڑا کرتی تھی کسی کو اس فضا کا تجربہ ہوا ہو تو تبھی وہ اس کو پہچان سکتا ہے اور اس میں بعض دفعہ ادنیٰ فضا بھی مشکل ڈالتی ہے۔ آپ خواہ مخواہ اونچی باتیں کسی شاعر کی طرف منسوب کر دیں حالانکہ اس کی وہ اُپچ ہی نہیں تھی۔ اس کی پہنچ ہی چھوٹی سی تھی۔ تو یہ سارے جو مسائل ہیں یہ ترجمہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ عام نثر کا ترجمہ بھی مشکل ہے۔ لیکن شاعرانہ کلام کا اور بھی مشکل اور مقدس لوگوں کے کلام کا اور بھی زیادہ مشکل اور کلام الٰہی کا تو ایک بہت بڑا چیلنج ہے جو Exhaust ہو ہی نہیں سکتا۔

درّثمین کے متعلق میں نے خود ترجمہ کی تحریک کی تھی مجھے کئی لوگوں نے ترجمے بنا کر بھیجے ہیں۔ وہ دیکھ کر میں بالکل دل شکستہ سا ہو گیا ہوں۔ وہ بات بنی نہیں۔ بعض بڑے بڑے دعوی کرنے والوں نے بھی بھیجے۔ اس کو ہم نے کسی حد تک ٹھیک کیا ہے لیکن بہت محنت کا کام ہے۔ بعض دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض اشعار جب ترجمہ کے دوران آتے ہیں آجکل میں اپنے ریسرچ گروپ کو ٹرینڈ (Trained) کر رہا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابوں کا ترجمہ کریں لیکن پہلا ترجمہ میرے ساتھ مل کر کریں۔ اور میں اُن کو بتاؤں کہ کیوں یہ کرنا ہے اور کیوں یہ نہیں کرنا۔ اس ضمن میں جو مشکلات سامنے آئی ہیں وہ میں ان کو بتاتا جاتا ہوں کہ دیکھو تم بات سمجھے ہی نہیں تھے۔ اور بسا اوقات اُس پہلے ہوئے ہوئے ترجمے کو سامنے رکھا جاتا ہے تب سمجھ آتی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کلام نہ سمجھنے کے نتیجہ میں کتنا بڑا سقم پیدا ہو گیا تھا۔ تو بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔ پھر وہ ہٹتے ہوئے ڈرتے ہیں۔ یہ میں اُن کو سمجھاتا ہوں کہ جہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام کے عرفان کا تقاضا ہے کہ اس زبان کے ظاہر سے ہٹ کر بیان کرو۔ وہاں لازم ہے یہ۔ وہاں وفا کا تقاضا ہے کہ ضرور ہٹو۔ کیونکہ جب تم لفظی طور پر دوسری زبان میں قریب رہو گے تو ایسا مضمون پیش کرو گے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اوپر ایک Reflection ڈالے گا۔ آپ کو نعوذ باللہ من ذالک غیر عارف کے طور پر پیش کرے گا۔ تو یہ وفاداری نہیں ہے ترجمہ کے ساتھ، یہ بے وفائی ہے۔

اس لئے اصل یہ ہے کہ اصل کے لفظوں کے قریب رہتے ہوئے جس حد تک مضمون سے وفا ممکن ہے لفظوں کے قریب رہیں۔ جہاں لفظی ترجمہ سے ہٹنا لازم ہے ورنہ مضمون کا حق ادا نہیں ہوتا وہاں ضرور ہٹنا پڑے گا۔ چونکہ یہ فیصلہ عام لوگوں کے لئے بڑا مشکل ہے اس لئے مجھے ساتھ بیٹھنا پڑتا ہے۔ ان کو میں تسلّی دیتا ہوں میں خود کرتا ہوں۔ اگر یہ جرم ہے تو میں یہ جرم کر کے دکھا رہا ہوں۔ آپ دوسرا ترجمہ کوئی Replace کر کے دکھاؤ جو مسیح موعود علیہ السلام کے مضمون کو بیان کر سکے، کلیۃً نہیں ہو سکتا۔ اس بارے میں جب وہ لاجواب ہو جائیں تو پھر میں بتاتا ہوں کہ یہ وجہ تھی کہ میں اس ترجمہ میں یہاں سے اتنا ہٹا ہوں۔ کیونکہ مضمون سے نہیں ہٹا لفظوں سے اور اردو کے طرز بیان سے ہٹا ہوں۔ (مثلاً) ''اور'' کا لفظ ہے۔ اب ''وَ'' جس طرح قرآن کریم میں پیاری لگتی ہے مگر انگریزی میں اتنے And ڈال دیں تو پڑھنے والے کی ہوش اڑ جائے گی۔ اس لئے اس میں کئی طریقے نکالنے پڑتے ہیں کہ ''وَ'' کا مضمون رہے کسی طریقہ سے لیکن ادلتا بدلتا رہے کہ اس میں کوئی ایسا تنوّع پیدا ہو جائے کہ وہ دلکش لگے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے (ترجمہ میں) ایک اور مشکل یہ ہے کہ بعض فقرے اَور کے تعلق کی وجہ سے آدھے آدھے صفحے کے فقرے ہیں کہ بعض ایک صفحے کے بھی ہیں اور ایک فقرہ شروع ہو، Middle سے صفحہ ختم ہو گیا دوسری طرف چلا گیا۔ پڑھتے وقت آدمی کو پتہ بھی نہیں لگتا کہ کوئی بہت بڑا فقرہ پڑھ رہا ہے کیونکہ ہر فقرہ اپنی ذات میں ایک مضمون پورا کر کے آپ کو ایک سانس دے دیتا ہے۔ پھر اگلے پہ چلتے ہیں پھر اگلے پہ۔ پھر آپ کو اگر اس کو توڑنا پڑے تو پھر مشکل لگتی ہے۔ تب سمجھ آتی ہے کہ اس کو آپ کہیں توڑ سکتے ہی نہیں۔ کئی دفعہ میں نے کوشش کی ہے کہ پہلے مضمون پر اقتباس چھوٹا کر لوں۔ ناممکن ہے۔ اس لئے اردو زبان میں لازم تھا کہ اتنا لمبا فقرہ استعمال کیا جائے۔ جس میں اَور کے ذریعے چھوٹے چھوٹے مضامین جڑتے چلے جائیں اور اگلا فقرہ نہ بنے جب تک وہ مضمون پورا نہ ہو جائے۔ اب انگریزی میں آ کر جب یہ استعمال کرتے ہیں آپ کو لازماً پانچ چھ بعض دفعہ سات فقروں میں اس کو توڑنا پڑتا ہے لیکن شرط یہی ہے کہ مضمون کے ساتھ وفا کریں، اس کو نہیں چھوڑنا۔ Construction بے شک بدل دیں۔ جن بیچاروں نے ظاہری Construction رکھی ہے وہ ایسا عجیب و غریب ترجمہ بعض دفعہ بنا ہے کہ مجھ سے بعض انگریزوں نے خود بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اچھا تأثر نہیں پڑتا۔ اس سے تأثر بھی غلط پڑ جاتا ہے اور پھر لفظی ترجمہ کے اور نقصانات۔ اگر آپ یہ کہیں کہ جنت پانے کا آسان رستہ۔ اردو میں بعض ایسے محاورے رائج ہیں اور سمجھتے ہیں لوگ اور انگریزی میں اگر اس کو ایک Cheap Prescription یا Device for reaching the Heaven کہہ دیں تو بڑی خوفناک چیز ہے، بہت ہی بد تأثر پڑتا ہے۔ ایک دفعہ ریویو کے حوالہ سے ایک انگریز نے مجھے دکھایا تھا۔ اس نے کہا یہ دیکھیں کتنا خوفناک تأثر پڑتا ہے۔ کیوں آپ لوگ اس کو ٹھیک نہیں کراتے۔ میں نے کہا ہمارے پاس سکالرز کی کمی ہے۔ ہمارے پاس انگریزی دان ہیں۔ ہمارے پاس کسی حد تک اردو دان ہیں مگر کسی زبان کا دان ہونا آسان کام نہیں اور دو زبانوں کا دان ہونا بہت مشکل ہے...... بہت ہی مشکل کام ہے برابر کا توازن۔ اور ترجمے میں جس زبان کا ترجمہ ہو اس زبان پر زیادہ عبور ضروری ہے کیونکہ تأثر کم سے کم بہت خوبصورت پیدا ہوتا ہے۔ لیکن اگر اس زبان میں کم عبور ہو پہلی میں زیادہ ہو تو اتنا ہی زیادہ آپ کے لئے مشکل ہو جاتا ہے۔

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیر انتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEERPARK ROAD, LONDON SW19 3TL U.K.

''الفضل ڈائجسٹ'' کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

حضرت خلیفۃالمسیح الاوّلؓ

ماہنامہ ''انصاراللہ'' مارچ ۲۰۰۲ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض اصحاب کے ایمان افروز واقعات مکرم نصراللہ خان ناصر صاحب نے مرتب کئے ہیں۔

حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ کے بارہ میں حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

''مولوی صاحب نے وہ صدق قدم دکھلایا جو مولوی صاحب کی عظمت ایمان پر ایک محکم دلیل ہے۔ دل میں از بس آرزو ہے کہ اَور لوگ بھی مولوی صاحب کے نمونہ پر چلیں۔ مولوی صاحب پہلے راستبازوں کا ایک نمونہ ہیں۔''

حضرت ماسٹر عبدالرؤف صاحبؓ کا بیان ہے کہ ایک بار بھیرہ کے کسی رئیس نے حضرت مولوی صاحبؓ کو لکھا کہ آپؓ ہمارے خاندانی طبیب ہیں، مہربانی فرماکر بھیرہ تشریف لاکر مجھے دیکھ جائیں۔ آپؓ نے جواباً لکھا کہ مَیں بھیرہ سے ہجرت کرچکا ہوں اور اب حضرت مرزا صاحب کی اجازت کے بغیر قادیان سے باہر کہیں نہیں جاتا...... چنانچہ اُس رئیس نے حضرت اقدسؑ کی خدمت میں لکھا تو حضورؑ نے فرمایا: ''مولوی صاحب! آپ بھیرہ جاکر اس رئیس کو دیکھ آئیں''۔ چنانچہ آپؓ بھیرہ گئے اور رئیس کو دیکھ کر اُس کے مکان سے واپس قادیان تشریف لے گئے۔ نہ اپنے آبائی مکانوں کو دیکھا نہ عزیزوں سے ملاقات کی۔

حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ راولپنڈی کے ایک متموّل غیر احمدی نے آخر حضورؑ سے درخواست کہ مولوی صاحبؓ کو میرے ساتھ راولپنڈی جاکر میرے فلاں عزیز کا علاج کرنے کی اجازت دیدیں۔ حضورؑ نے فرمایا: ''ہمیں یقین ہے کہ اگر ہم مولوی صاحب کو یہ بھی کہیں کہ آگ میں گھس جاؤ یا پانی میں کود جاؤ تو اُن کو کوئی عذر نہیں ہوگا لیکن ہمیں بھی تو مولوی صاحب کے آرام کا خیال چاہئے۔ اُن کے گھر میں آجکل میں بچہ ہونے والا ہے اس لئے مَیں اُن کو راولپنڈی جانے کے لئے نہیں کہہ سکتا''۔

اسی طرح ماسٹر اللہ دتہ صاحب کی روایت ہے کہ ایک موقع پر جب ایک نواب صاحب نے یہی درخواست کی تو حضور علیہ السلام نے فرمایا: ''اس میں شک نہیں کہ اگر ہم مولوی صاحب کو آگ میں کودنے یا پانی میں چھلانگ لگانے کے لئے کہیں تو وہ انکار نہ کریں گے لیکن مولوی صاحب کے وجود سے یہاں ہزاروں لوگوں کو ہر وقت فیض پہنچتا ہے۔ قرآن و حدیث کا درس دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ سینکڑوں بیماروں کا ہر روز علاج کرتے ہیں۔ ایک دنیاداری کے کام کیلئے ہم اتنا فیض بند نہیں کرسکتے۔

جب مولوی صاحبؓ کو اس بات کا علم ہوا تو خوشی کی وجہ سے آپ کے منہ سے الفاظ نہ نکلتے تھے۔ فرمایا: مَیں ہر وقت اس کوشش میں لگا رہتا ہوں کہ میرا آقا مجھ سے خوش ہوجائے۔ آج میرے لئے کس قدر خوشی کا مقام ہے کہ میرے آقا نے میری نسبت اس قسم کا خیال ظاہر کیا ہے کہ اگر ہم نورالدین کو آگ میں جلائیں یا پانی میں ڈبودیں تو پھر بھی وہ انکار نہیں کرے گا۔

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ آپؓ کے سامنے کسی نے ذکر کیا کہ فلاں دوست کو حضور علیہ السلام نے اپنی لڑکی کا رشتہ کسی احمدی سے کرنے کا ارشاد فرمایا تو اُس نے منظور نہ کیا۔ اُس وقت آپؓ کی بیٹی امۃالحئی صاحبہ بھی جو اُس وقت بہت چھوٹی تھیں، سامنے کھیلتی تھیں۔ آپؓ نے فرمایا کہ مجھے اگر مرزا کہے کہ اپنی لڑکی نہالی (ایک مہترانی) کے لڑکے کو دیدو تو مَیں بغیر کسی انقباض کے فوراً دیدوں گا۔ یہ کلمہ سخت عشق و محبت کا تھا مگر بالآخر وہی لڑکی حضور علیہ السلام کی بہو بنی اور اُس شخص کی زوجیت میں آئی جو حسن واحسان میں حضورؑ کا نظیر ہے۔

حضرت مولانا غلام رسول راجیکی صاحبؓ کا بیان ہے کہ جب حضرت مولانا حسن علی بھاگلپوری صاحب قادیان تشریف لائے تو ایک روز راستہ چلتے ہوئے مولوی صاحب نے ایک چھپر کے سرکنڈے سے خلال کے لئے ایک تنکا توڑ لیا۔ حضرت مولوی صاحبؓ نے یہ دیکھا تو فرمایا: حضرت مرزا صاحب کی صحبت کا اثر میرے قلب پر بلحاظ تقویٰ کے اس قدر پڑا ہے کہ جس تنکے کو آپ نے توڑا ہے، میرا قلب اس کے لئے ہرگز جرأت نہیں کرسکتا بلکہ ایسے فعل کو خلاف تقویٰ اور گناہ محسوس کرتا ہے۔

حضرت مولانا راجیکی صاحبؓ مزید فرماتے ہیں کہ نواب خان صاحب تحصیلدار نے ایک دفعہ حضرت خلیفہ اوّلؓ سے عرض کیا کہ آپ تو پہلے ہی باکمال بزرگ تھے، آپؓ کو حضرت مرزا صاحب کی بیعت سے زیادہ کیا فائدہ حاصل ہوا۔ فرمایا: فوائد تو بہت حاصل ہوئے ہیں لیکن ایک فائدہ اُن میں سے یہ ہوا ہے کہ پہلے مجھے حضرت نبی کریم ﷺ کی زیارت بذریعہ خواب ہوا کرتی تھی، اب بیداری میں بھی ہوتی ہے۔

کرکٹ کے دلچسپ ریکارڈ

ماہنامہ ''خالد'' ربوہ اکتوبر ۲۰۰۲ء میں مکرم قیصر محمود صاحب نے کرکٹ کے بعض دلچسپ ریکارڈ بیان کئے ہیں۔

☆ ویسٹ انڈیز کے سر گیری سوبرز کو فرسٹ کلاس کرکٹ میں ایک اوور میں چھ چھکے لگانے کا اعزاز حاصل ہے۔ یہ کارنامہ بعد میں انڈیا کے روی شاستری نے ۱۹۸۴ء میں دہرایا۔ تاہم انٹرنیشنل میچ میں اب تک صرف چار چھکے ہی لگ سکے ہیں۔ ٹیسٹ میچ میں انڈیا کے کپیل دیو اور وَن ڈے میں سری لنکا کے جے سوریا کو یہ اعزاز حاصل ہوا۔

☆ دسمبر ۱۹۸۸ء میں آسٹریلیا کے فاسٹ بالر میرووہیوز نے ٹیسٹ کرکٹ میں انوکھی ہیٹ ٹرک تین اوورز میں مکمل کی۔ ویسٹ انڈیز کے خلاف کھیلتے ہوئے اُس نے اپنے ایک اوور کے آخری بال پر کھلاڑی کو آؤٹ کیا۔ پھر اگلے اوور کی پہلی بال پر ویسٹ انڈیز کی ٹیم کا آخری کھلاڑی آؤٹ کیا۔ پھر جب ویسٹ انڈیز نے دوسری اننگز شروع کی تو ہیوز نے اپنی پہلی بال پر ایک اَور کھلاڑی کو آؤٹ کردیا۔

☆ ۸؍دسمبر ۲۰۰۱ء کو سری لنکا اور زمبابوے کے درمیان یادگار وَن ڈے میچ کھیلا گیا جس میں کئی عالمی ریکارڈ بنے۔ زمبابوے کی ٹیم صرف ۳۸ رنز پر آؤٹ ہوگئی جو کسی بھی ٹیم کا کم سے کم اسکور ہے۔ سری لنکا کے چمنڈا واس نے زمبابوے کے ۸ کھلاڑیوں کو صرف ۱۹ رنز دے کر آؤٹ کیا جو وَن ڈے کا بہترین بالنگ ریکارڈ ہے۔ صرف ۲۰ اوورز میں میچ کا فیصلہ ہوگیا اور کُل ۱۰۸ منٹ صَرف ہوئے، میچ میں مجموعی اسکور صرف ۷۸ تھا۔ یہ سب ریکارڈ ہیں۔ سری لنکا کو ملنے والا ٹارگٹ صرف ۲ء۴ اوورز میں حاصل ہوگیا اس طرح یہ وَن ڈے کرکٹ کی تاریخ کا تیز ترین فتح کا بھی ایک ریکارڈ تھا۔

☆ ٹیسٹ کا مختصر ترین میچ ۱۹۳۲ء میں آسٹریلیا اور جنوبی افریقہ کے درمیان کھیلا گیا جس میں جنوبی افریقہ نے دونوں اننگز میں ۳۶ اور ۴۵ اسکور کیا۔ آسٹریلیا نے ایک ہی اننگ میں ۱۵۳ رنز بنائے اور اس طرح یہ میچ ایک اننگ اور ۷۲ رنز سے جیت لیا۔ اس میچ کا مجموعی وقت پانچ گھنٹے ۵۳ منٹ تھا۔

☆ ۳۰-۱۹۲۹ء میں انگلینڈ کی دو قومی کرکٹ ٹیموں نے بیک وقت نیوزی لینڈ اور ویسٹ انڈیز کے خلاف ٹیسٹ سیریز کھیلیں۔

حضرت حافظ عبدالعزیز صاحب حلالپوری کا قبول احمدیت

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ ۲۲؍جولائی ۲۰۰۲ء میں حضرت حافظ عبدالعزیز صاحب حلالپوری کی قبول احمدیت کا واقعہ اُنہی کی زبانی (مرسلہ مکرم مولانا دوست محمد شاہد صاحب) شائع ہوا ہے۔

حضرت حافظ صاحب بیان فرماتے ہیں کہ مَیں حلالپور تحصیل بھلوال کا رہنے والا ہوں۔ قوم نوںؔ ہے۔ موصی ہوں اور وصیت میں ۲۶؍کنال اراضی اپنی زندگی میں انجمن کو دے چکا ہوں۔

دوالمیال کے باشندے میرے والد حافظ غلام محمد صاحب کو ولی اللہ سمجھتے تھے اور اکثر مرید بھی تھے۔ ایک بار مَیں اُن کے ساتھ وہاں گیا۔ وہاں ایک حافظ صاحب تھے جو احمدی ہوچکے تھے۔ ہم اُن کے پاس اکثر جاتے اور وہ ہمیں دعوت الی اللہ کرتے جس کا میرے دل پر گہرا اثر تھا۔ اُن سے مَیں نے دو پارے بھی حفظ کئے۔ لیکن پھر چونکہ مَیں بے نماز تھا اس لئے برائیوں میں ملوث ہوگیا اور نشہ بھی شروع کردیا۔ بیعت اسلئے نہیں کی کہ میری وجہ سے احمدیت کیوں بدنام ہو۔ ایک بار علاج کیلئے قادیان گیا اور حضرت مسیح موعودؑ کو دیکھا بھی لیکن بیعت نہ کی۔

ایک بار مجھے حضرت حافظ خدابخش صاحبؓ سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ انہیں دعوت الی اللہ کا بہت جوش تھا۔ انہوں نے پوچھا کہ دل سے احمدی ہو تو بیعت کیوں نہیں کرتے؟۔ مَیں نے کہا میرے افعال بُرے ہیں...... پھر اُن کے سمجھانے پر کہا کہ قادیان جانے کی استطاعت نہیں ہے۔ انہوں نے کہا ایک کارڈ لاؤ جس کے ذریعہ میری بیعت کروائی۔

اُن دنوں طاعون کا زور تھا۔ مَیں نے اعلان کردیا کہ اگر مَیں مر جاؤں تو جنازہ احمدی پڑھیں۔ جب بیعت کی قبولیت کا خط آیا تو مَیں نے نماز کی پابندی اختیار کرلی اور افعال شنیعہ سے تائب ہوگیا۔ میرا ایک بیٹا ہے اور میرے رشتہ داروں میں سے صرف ایک بھتیجا احمدی ہے۔ (آپ کے بیٹے مکرم عبدالسمیع نون صاحب ایڈووکیٹ سرگودھا ہیں)۔

اعزاز

☆ مکرم خواجہ عبدالعظیم احمد صاحب (متعلم جامعہ احمدیہ ربوہ) نے ''علوم شرقیہ فاضل عربی'' کے امتحان میں فیصل آباد بورڈ (پاکستان) میں اوّل آکر طلائی تمغہ حاصل کیا۔

☆ فیصل آباد بورڈ کے تحت منعقد ہونے والی انٹرکالجیئیٹ سوئمنگ چیمپئن شپ ۲۰۰۲ء میں نصرت جہاں انٹر کالج کے کھلاڑیوں نے تمام (۱۱) Events میں اوّل اور مجموعی طور پر ۱۸؍پوزیشنیں حاصل کرکے ریکارڈ قائم کیا۔

☆ مکرم منور لقمان صاحب نے نیشنل سوئمنگ چیمپئن شپ ۲۰۰۲ء میں واپڈا کی ٹیم کی قیادت کرتے ہوئے ۳؍انفرادی events میں چاندی اور ۳ ٹیم events میں کانسی کے میڈل حاصل کئے۔

☆ مکرمہ شازیہ منصور صاحبہ M.A. (سپیشل ایجوکیشن) میں پنجاب یونیورسٹی میں اوّل آئیں۔

☆ مکرمہ عائشہ علی صاحبہ F.Sc جنرل سائنس گروپ میں ایبٹ آباد بورڈ میں دوم آئیں۔

☆ مکرم سید نجیب احمد صاحب نے SSCC کے امتحان میں 90% نمبر حاصل کرکے ضلع کٹک (بھارت) میں اوّل پوزیشن حاصل کی۔

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603

Vol. 10 | Friday, February 21, 2003 | Issue No. 8

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاهد۔ مؤرخ احمدیت

زیارت کعبہ پر مقبول دعا

حضرت مصلح موعودؓ ۱۹۱۲ء کے آخر میں حج بیت اللہ کی برکتوں سے فیضیاب ہوئے ۔اس ضمن میں آپ نے ۷رنومبر کو نانا جان حضرت سید میر ناصر نواب صاحب دہلوی (نبیرہ حضرت خواجہ میر درد) کے ساتھ مکہ مکرمہ کی مقدس سرزمین میں قدم رکھا اور خدا کے محبوب ترین قدیم گھر خانہ کعبہ شریف کی پہلی بار زیارت کا شرف حاصل کیا۔آپ فرماتے ہیں:

''مَیں نے جب حج کیا تو حج کے موقع پر بعض احادیث اور بزرگوں کے اقوال سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ جب پہلی دفعہ خانہ کعبہ نظر آئے تو اس وقت انسان جو دعا کرے وہ قبول ہو جاتی ہے۔مَیں جب حج کے لئے روانہ ہوا تو حضرت خلیفہ اوّل نے مجھے یہ بات بتائی اور فرمایا اس کا خیال رکھنا۔ جب مَیں وہاں پہنچا اور مَیں نے خانہ کعبہ کو دیکھا تو مَیں نے یہ دعا کی کہ الٰہی! میری دعا تو یہ ہے کہ مجھے تُو مل جائے اور جب بھی مَیں تجھ سے دعا کروں تُو اسے قبول فرمالیا کر۔ مجھے جہاں تک خیال پڑتا ہے حضرت خلیفہ اوّل نے بھی ایسی ہی دعا کی تھی۔تو اہم موقعوں کو معمولی دعاؤں میں ضائع نہیں کرنا چاہئے۔ **بلکہ ہمیشہ اعلیٰ سے اعلیٰ مقاصد اپنے دل میں رکھ کر دعائیں کرنی چاہئیں تا کہ خدا تعالیٰ کے خاص فضل ہم پر نازل ہوں اور نہ صرف ہم پر بلکہ ہماری اولادوں پر بھی نازل ہوں''۔**

(الفضل یکم ؍جنوری ۱۹۳۵ء بحوالہ ''خطبات جمعہ'' جلد ۱۵ صفحہ ۵۳۳۔ ناشر فضل عمر فاؤنڈیشن ربوہ۔ اشاعت نومبر ۲۰۰۲ء)

حضرت مصلح موعودؓ کی دعاؤں نے عرش پر دھوم مچا دی۔ایک بار جناب الٰہی میں نہایت درجہ تضرع، عاجزی اور گریہ وزاری کے ساتھ عرض کیا ؎

میرے آقا پیش ہے یہ حاصلِ شام و سحر
سینۂ صافی کی آہیں ، آنکھ کے لعل و گہر
ہیں ترے بندے مگر ہاتھوں کی طاقت سلب ہے
کفر کا خیمہ لگا ہے قریہ قریہ گھر بہ گھر
آدم اوّل سے لے کر وہ ہے زندہ آج تک
ایسی طاقت دے کچل ڈالوں مَیں اب شیطاں کا سر

قرآن کے آسمانی کالج کا قابل فخر اور ممتاز فارغ التحصیل

حضرت مصلح موعودؓ کے قلم مبارک سے:

''قرآن کریم کو تمام علوم پر مقدم کرو۔ مسلمانوں کی ساری تباہی اس وجہ سے ہے کہ انہوں نے قرآن کریم کو چھوڑ دیا حتی کہ علماء کہلانے والوں نے بھی چھوڑ دیا۔ہمارے لاہور کے ایک دوست کو مولویوں میں تبلیغ کا شوق ہے وہ میرے پاس دیوبند کے تعلیم یافتہ طلباء کو لے کر آئے جن میں سے ایک نے مجھ سے پوچھا کہ آپ کی تعلیم کتنی ہے۔ان کے نزدیک تعلیم سے مراد چونکہ کسی مدرسہ کا سند یافتہ ہونا تھا اس لئے مَیں نے کہا: ''کوئی نہیں''۔ کہنے لگے آخر کچھ تو ہوگی۔مَیں نے کہا: ''صرف قرآن جانتا ہوں''۔کہنے لگے: 'انتہائی تعلیم کیا ہے'۔مَیں نے کہا: ''ابتدائی بھی یہی اور انتہائی بھی یہی ہے''۔ پھر انہوں نے پوچھا انگریزی تعلیم بھی ہے یا نہیں۔مَیں چونکہ اس کا مطلب سمجھ چکا تھا مَیں نے کہا ''مَیں مدرسہ میں پڑھا کرتا تھا مگر دسویں جماعت تک ہمیشہ فیل ہوتا رہا'' ۔ایک نے کہا: 'پھر پرائیویٹ تعلیم حاصل کی ہوگی'۔مَیں نے کہا: ''وہ بھی قرآن ہی کی''۔میرے اس جواب سے کہ صرف قرآن ہی پڑھا ہے وہ حیران تھے۔اور یہ ان لوگوں کی حالت ہے جو دین کی اشاعت کے ذمہ دار ہیں۔اور جو اسلام کے ستون سمجھے جاتے ہیں۔ان کے نزدیک قرآن کی تعلیم کوئی تعلیم ہی نہیں۔مگر حقیقت یہ ہے کہ انہیں معلوم ہی نہیں کہ قرآن کیا چیز ہے اور دنیوی علوم کی اس کے مقابلہ میں حیثیت کیا ہے۔ دنیوی علوم کا کوئی بڑے سے بڑا ماہر ہے جو قرآن میں میرا مقابلہ کر سکے۔کوئی بڑے سے بڑا فلسفی، منطقی، سائیکالوجسٹ یا کسی اور شعبہ علم کا ماہر میرے سامنے آئے اور قرآن پر کوئی اعتراض کرے اور دیکھے کہ مَیں اسی علم کے ذریعہ اس کے اعتراض کو رد کرتا ہوں یا نہیں۔علماء آئیں اور میرے مقابل پر تفسیر لکھیں۔ مگر مَیں جانتا ہوں خدا کے فضل سے کسی کے اندر اتنی طاقت نہیں۔وجہ یہ ہے کہ وہ ساری عمر فقہ اور حدیث رٹتے رہتے ہیں اور قرآن کی طرف توجہ ہی نہیں کرتے یا منطق پڑھنے میں عمر صرف کر دیتے ہیں اور قرآن کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے کہ انہیں معلوم ہو کہ دنیا کے تمام علوم اس کے سامنے شرمندہ ہیں۔**قرآن جاننے والا دنیا کی کسی مجلس میں شرمندہ نہیں ہو سکتا۔** جو قرآن جانتا ہے وہ دنیا کے سارے علوم جان لیتا ہے۔ مگر دنیا کے سارے علوم جاننے والا قرآن نہیں جان سکتا۔ یہ بند کتاب ہے **مخفی خزانہ ہے، جس تک ہر ایک کی رسائی نہیں ہو سکتی۔صرف مطہّر ہی اسے پا سکتا ہے اور جب تک عشق الٰہی دل کے اندر نہ پیدا ہو اس کے مضامین نہیں کھل سکتے''۔**

(خطبات جمعہ جلد ۱۵ صفحہ ۳۴،۳۵)

......☆......☆......☆......

خلائی شٹل کولمبیا کا حادثہ

(خالد سیف اللہ خان۔ آسٹریلیا)

۱۶؍جنوری ۲۰۰۳ء کو فلوریڈا کے کینیڈی خلائی مرکز سے ایک خلائی شٹل چھوڑی گئی جس میں سات خلاباز سوار تھے۔یہ شٹل جس کا نام کولمبیا تھا کی منزل مقصود آسمان میں زیر تعمیر ایک خلائی سٹیشن تھا۔پروگرام کے مطابق شٹل نے یکم فروری ہفتہ کے روز واپس زمین پر آنا تھا۔لیکن زمین سے ۱۶۰۰ کلو میٹر دور کیلیفورنیا کے اوپر اترتے ہوئے جل کر راکھ ہوگئی اور زمین پر اس کے ٹکڑے بکھر گئے جن کے ساتھ خلابازوں کے جسموں کے ذرات بھی چمٹے تھے۔شٹل حادثہ کے وقت بیس ہزار کلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے سفر کر رہی تھی اور اس کا ٹمپریچر تین ہزار درجہ سنٹی گریڈ تھا۔ زمین پر خلابازوں کے عزیز و احباب منتظر تھے، واپسی میں سولہ منٹ باقی تھے کہ یہ حادثہ پیش آیا۔گویا وہی بات ہوئی ؎

قسمت تو دیکھئے ٹوٹی کہاں کمند
دو چار ہاتھ جب کہ لبِ بام رہ گیا

کولمبیا شٹل کا یہ پہلا سفر نہ تھا۔ پہلے بھی متعدد بار خلا میں آ جا چکی تھی۔اس سال کے دوران مختلف شٹلز نے خلائی سٹیشن کے چھ چکر لگانے تھے جن میں کولمبیا کے علاوہ اٹلانٹس (Atlantis) اور اینڈیور (Endeavour) بھی شامل تھیں۔لیکن حادثہ کی وجہ سے فی الحال یہ پروگرام معطل کر دیا گیا ہے۔

امریکہ، روس اور جاپان ۸۴ بلین ڈالر کے خرچہ سے خلا میں ایک تجرباتی سٹیشن تعمیر کر رہے ہیں۔ اس منصوبہ پر آدھا کام ہو چکا ہے۔خلائی سٹیشن کی تعمیر کے لئے سارا ساز و سامان، سائنسی آلات اور کارکنوں کو زمین سے لے جانے اور واپس لانے کا کام انہیں شٹلز کے ذریعہ ہوتے ہیں۔یہ شٹلز گویا وہ ٹرک اور گاڑیاں ہیں جن کے ذریعہ خلا میں بنائے جانے والے سٹیشن کے لئے تعمیراتی سامان اور انجینئرز پہنچتے ہیں۔اس منصوبہ کو جو نصف تعمیر ہو چکا ہے درمیان میں چھوڑنا بھی ممکن نہیں۔اس وقت بھی خلائی سٹیشن پر تین خلاباز کام کر رہے ہیں جن میں سے دو امریکی اور ایک روسی ہے۔ان تینوں کو خلائی شٹل کے ذریعہ مارچ ۲۰۰۳ء میں واپس لانا تھا۔سال رواں کے دوران ان شٹلوں کے ذریعہ تقریباً چالیس ٹن وزنی سامان کے علاوہ دو بڑے شمسی توانائی کے پینل اور ایک جدید خلائی لیبارٹری خلائی سٹیشن (Space Station) تک پہنچانے کا پروگرام تھا۔ ۲۰۰۳ء کے دوران اس لیبارٹری نے تیس اہم تجربات کرنے تھے۔خدشہ ہے کہ اس پر یہ کام کم از کم اس سال تو نہیں ہو سکے گا۔

کولمبیا شٹل کی تباہی کی ممکنہ وجہ اس کی انسولیشن کا ٹوٹ جانا ہے جو اسے رگڑ کی شدید گرمی سے بچانے کے لئے لگائی جاتی ہے۔امریکہ کی ایک کمپنی لاک ہیڈ (Lockheed) نے اس شٹل کو بنایا تھا۔اس کی باڈی ایک خاص قسم کے ایلومینئم ایلائے (Aliminium Alloy) سے بنائی جاتی ہے اور گرمی سے محفوظ رکھنے کے لئے باڈی کے اوپر سیرامک ٹائلز (Ceramic Tiles) کوئی بیس ہزار کی تعداد میں نصب کی جاتی ہیں۔ٹائلوں کے اوپر فوم (Foam) چڑھایا جاتا ہے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ جب کولمبیا شٹل کو چھوڑا (Launch) گیا تو اٹھتے وقت فوم کا ایک حصہ علیحدہ ہو کر بائیں جانب کی ٹائلوں پر لگا تھا جس سے کوئی ٹائل ٹوٹ یا اکھڑ گئی تھی۔لیکن وہ موقعہ ایسا تھا کہ کچھ نہیں کیا جا سکتا تھا۔ایک طریق اسے ٹھیک کرنے کا شاید یہ ہو سکتا تھا کہ خلاباز باہر نکل کر یعنی Space Walk کر کے اسے ٹھیک کرتا لیکن یہ بھی ممکن نہ تھا۔شٹل ایسی تیز رفتار سے سفر کرتی ہے کہ زمین کی کشش ثقل (Gravity) سے تقریباً آزاد ہو جاتی ہے اور جو خلاباز باہر نکلتا ہے وہ بھی اسی رفتار سے سفر کرتا ہے۔

قصہ مختصر یہ کہ شٹل کا نقص نہ دور ہو سکتا تھا نہ ہوا۔اور جب شٹل زمینی فضا میں داخل ہوئی تو فضا کی رگڑ سے اتنی شدید حرارت پیدا ہوئی کہ وہ جل اٹھی۔اگر انسولیشن ٹھیک ہوتی تو اس گرمی کو روک سکتی تھی۔ایسی شکستہ کشتی پر تو ساحل کی تمنا کرنے کا وقت بھی نہ تھا۔

صرف شٹل کولمبیا کے سات ہوا باز ہی نہیں جو اس راہ میں کام آئے۔ان سے پہلے سترہ اور بھی تھے۔ دس تو تجرباتی فلائٹس کے دوران مارے گئے اور سات وہ تھے جو ۱۹۸۶ء میں چیلنجر (Challenger) کے روانہ ہوتے ہی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔فلوریڈا کے کینیڈی خلائی مرکز میں ایک سیاہ رنگ کی گرینائٹ کی بنی ہوئی دیوار پر ان سترہ خلابازوں کے نام کندہ ہیں۔اب پھر کسی کو یہ ناخوشگوار فریضہ سونپا جائے گا کہ اس دیوار پر سات نام اور بھی کندہ کر دے۔

(میڈیا میں بیان ہونے والی مختلف رپورٹوں سے اخذ کیا گیا)

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقًا

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔